UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188869
UNIVERSAL
LIBRARY

گر نہ بیند جلوۂ حسنش ظفر ایں تماشائے جہاں ہیچ است و ہیچ

رہنمائے حرمین الشریفین

مصنفہ

خاکسار سید حافظ محمد قاسم عابد شاہجہانپوری

مطبوعہ

شمسی مشین پریس کمپنی ٹولہ آگرہ

…ecked 1978

مقدمہ

"گھر بیٹھے مکہ مدینہ کی سیر"

عالیجناب مولانا مولوی حاجی حافظ سید محمد قاسم صاحب علا بدہی شاہجہانپوری ایک خدا پرست بزرگ ہیں آپ پچیس سال سے حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں بدعائے ازدیاد ترقی عمر و دولت اعلیحضرت قدر قدرت پیر و مرشد محی الملۃ والدین خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ عمر کے دن متوکلانہ حیثیت سے کاٹ رہے ہیں حافظ صاحب ممدوح نے آجتک اپنے متعلق کوئی تحریک پیشگاہ خداوندی میں نہیں گذرانی ورنہ بہت ممکن تھا کہ کچھ ماہانہ بارگاہ ظل اللہ سے مقرر ہو جاتا جیسا کہ دیگر دعاگویان پر اس سلطنت ابد پایدار کی آمدنی کا بڑا حصہ خیر و برکت میں صرف ہو رہا ہے۔

حافظ صاحب موصوف کے حالات و واقعات سے یہاں کے اکثر و بیشتر ممتاز امراء و عہدہ دار واقف ہیں جن میں سے حسب ذیل حضرات علامہ مولانا مولوی مفتی سید نور الضیاء الدین صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی و مولانا مولوی غلام اکبر خاں صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی و مولوی سید نثار احمد صاحب احمدی مددگار دوم باب حکومت سرکار عالی و مولوی حافظ نواب جلیل حسن صاحب جلیل فصاحت جنگ بہادر جلیل القدر جانشین منشی امیر احمد صاحب مینائی اوستاد اعلیحضرت حضور نظام حیدرآباد دکن و مولوی منشی لطیف احمد صاحب اختر مینائی معتمد محکمہ امور مذہبی سرکار عالی جملہ حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ دور عثمانی کے فیض و برکات کی یہ بہترین یادگار رہے

که جناب حافظ صاحب ممدوح نے کتاب "حرمین الشریفین" اس خوبی کیساتھ
تصنیف فرمائی ہی کہ جسکو دیکھہ کر ہر ایک صاحب ایمان کے دل سے فرمانروائے عہد کے
حق میں دعائے خیر نکلتی ہے میرے خیال میں اُردو زبان میں "حرمین الشریفین"
سے زیادہ آسان اور دلچسپ طرز پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اسکو معمولی استعداد
کا آدمی بھی بخوبی سمجھہ سکتا ہے ابتدائے کتاب میں کعبہ کو قبلہ قرار دینے کی مفصل بحث
جس عالمانہ و فاضلانہ و فلسفیانہ طرز پر لکھی ہے وہ قابل ہزار تحسین و آفرین ہی۔ اتنے
ادق و باریک مضمون کو بہت سیدھے اور صاف طریقے سے بلا طوالت و پیچیدگی
بیان کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے حقیقی طور پر مشاہدہ کرنے سے وہ سچا نقشہ ذہن نشین
نہیں ہوتا جیسا کہ اس کتاب کے دیکھنے سے بغیر دیکھے ہوئے ہو بہو ہر مقام پر ہر چیز
کا فوٹو اور تاریخی منظر آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ از مکہ تا عرفات کے جگہ جگہہ
قیام وارکان حج و مقامات اور جس جس کے حالات و واقعات اس حسن و خوبی سے
قلمبند کئے گئے ہیں کہ دوسرا شخص اس خوبی سے نہیں کر سکتا۔ یہ کتاب از حیدرآباد
تا واپسی مکہ مدینہ تاریخ وار روزنامچہ ہے جسکے پڑھنے سے جغرافی تاریخی تمدنی
معاشرتی۔ سیاسی۔ معلومات میں اضافہ ہوتا ہے جو جو ضرورتیں حاجیونکو پیش
آتی ہیں اور جن جن اشیاء کا نہ لیجانا اور لیجانا ضروری ہے وہ کل اس کتاب
میں درج ہیں ہر مقام تفصیل وار درج ہیں۔ کتاب کیا ہے مشیر ہے۔ ہر بات آپ
اس کتاب سے دریافت کر سکتے ہیں۔ یہ آپ کو سچا اور نیک مشورہ دیگی۔ انہیں
خوبیوں کو مدنظر فرماکر یہ کتاب عالیجناب نواب سر مؤید الملک صدر اعظم
بہادر بالقابہ نے اپنے توسط سے پیشگاہِ خداوندی میں گذرانی پیشگاہِ خداوندی

سے متعلق رائے امور مذہبی میں بھیجی گئی۔ عالیجناب مولانا شیروانی صاحب صدر الصدور امور مذہبی و جناب مولانا لطیف احمد صاحب اختر مینائی معتمد امور مذہبی سرکار عالی نے نہایت اچھی رایوں کے ساتھ پیشگاہ سلطانی میں داخل فرمائی۔ بارگاہ خداوندی نے اخراجات طباعت عطا فرما کر قدر دانی فرمائی۔ صاحب موصوف نے کتابیں چھپوائی ہیں۔ لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ وغیرہ بہت اچھا ہے صاحب موصوف نے اس کتاب کو فروخت کرنا پسند نہیں فرمایا۔ کیا اچھا ہوتا کہ سرکار اپنے مراحم خسروانہ سے حافظ صاحب جیسے لائق مصنف متوکل بزرگ کی مزید قدر دانی فرما کر مثل دیگر متوکلین و دعاگویاں کے صاحب موصوف کا بھی کچھ ماہانہ مقرر فرماویں تاکہ ممدوح اپنے ناگزیر اخراجات سے نجات پاکر دعاگوئی میں مشغول رہیں۔ یہ کام سلطنت کیطرف سے ایک بڑا کار ثواب سمجھا جائیگا۔ میری دعا ہے کہ مصنف کی یہ محنت مقبول بارگاہ صمدی و سلسلۂ نجات اور برکات ہو۔ آمین

إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

محمد احمد خاں برتر

زبیری شاہجہانپوری۔ مؤسس و مہتمم
دار التصنیف والاشاعت حیدرآباد دکن

۷۸۶

کعبہ کو قبلہ قرار دینے کی مفصل بحث

سب سے پہلا اصول قرآن مجید نے یہ سمجھا دیا ہے کہ ہر ایک جہت اور ہر ایک مقام کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے یکساں نسبت حاصل ہے۔ فرمایا۔ وللہ المشرق والمغرب یعنی مشرق و مغرب سب خدا کے ہیں۔ پھر فرمایا۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ یعنے جدھر منہ کرو ادھر ہی خدا کا رُخ ہے۔ دوسرا اصول قرآن مجید نے یہ بتلایا کہ دنیا کی ہر ایک قوم نے اپنی عبادت وغیرہ کیلئے کسی ایک جہت کو خاص کرتی رہی ہے۔ گویا کسی جہت کو خاص کر لینا ایسا مسئلہ ہے جو انسانی طبیعت اور فطرۃ کا مقتضیٰ ہے۔ فرمایا۔ وَلِکُلٍّ وِجْھَۃٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا یعنے ہر ایک نے کوئی نہ کوئی جہت بنا رکھی ہے جدھر وہ رُخ کیا کرتا ہے۔

اس اصول کے صحت کا اندازہ کرنے کیلئے۔ تواریخ کو دیکھو۔

ا۔ عبادت کے خیمہ کا رُخ معین کیا گیا ہے۔

ب۔ ہندوؤں کے تمام قدیم مندر مشرق رویہ بنے ہوئے ہیں۔

ج۔ مہنود اور بدھ لوگ سورج کی طرف منہ کر کے سندھیا کیا کرتے ہیں۔

د۔ عیسائی گرجا کے اندر قربانگاہ کو مدنظر رکھتے ہیں۔

ہ۔ پارسی چڑھتے یا چھپتے سورج کیطرف نظر جما کر منتر پڑھا کرتے ہیں۔

تیسرا اصول قرآن مجید نے یہ بتلایا کہ کسی جہت کو خاص کرنے کسی مقام کو مرکز قرار دینے کیلئے کوئی وجہ تخصیص پائی جانی ضرور ہے۔ اس اصول کے بعد قرآن مجید نے اعلان

فرمایا کہ کعبہ کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ اولیت اور قدامت کی ہے۔ فرمایا۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ط فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ ط یعنے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے بنایا گیا وہ مکہ والا گھر ہے اور اوس میں کھلی کھلی نشانیاں موجود ہیں۔ اس آیت میں اُس تقدم تاریخی و زمانہ کا ذکر ہے جو کعبہ کو حاصل ہے جسکو عرصہ آجتک (۴۸۱۰) سال شمسی کا ہوا ہے۔ اب اُس شرف کو بھی ظاہر فرمایا۔ جو کعبہ کو بانیاں عمارت کی وجہ سے حاصل ہے اور اُس خصوصیت کا بھی اظہار فرمایا کہ اس عمارت کی تعمیر کا مقصود بھی یہ تھا کہ اُسمیں ربّ العٰلمین کی خالص عبادت کی جایا کرے۔ فرمایا وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ط وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ط۔ یعنے جب اس گھر کی دیواریں ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ بلند کررہے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے کہ اے خدا ہماری اس بنائی ہوئی عمارت کو تو قبول فرما بیشک تو دعاؤں کو قبول کرنا اور نیتوں کو جانتا ہے۔ اے خدا تو ہمکو اپنا فرمانبردار رکھ اور ہماری اولاد کو بھی ایک ایسی واحد جماعت بنادے جو تیری فرمانبردار ہو۔ الٰہی ہمکو آداب عبادت سکھلادے اور ہمپر رحمت کی نگاہ رکھ بیشک تو بندوں پر توجہ کرنے والا اور رحم والا تو ہی ہے۔ اس دعا کے الفاظ میں ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ بھی چاہتے ہیں کہ اون کی اولاد سب کی سب ایسی ہو جو اس گھر کو خالص گھر عبادت الٰہی کا سمجھا کرے۔ یہودی عیسائی حضرت ابراہیمؑ کو پدر مہربان کے خطاب سے مخاطب کرتے ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک نبوت کے عہد میں وہ وقت آگیا تھا کہ خداوند کریم ان دو بزرگواروں کی متفقہ دعا کی قبولیت کا نمونہ دنیا کو دکھلائے اور بنو ابراہیم

(جس میں بنی اسرائیل اور بنو عقورہ بھی شامل ہیں) اور بنو اسمٰعیل (جس میں وہ سب
قبائل شامل ہیں جو اسماعیل کے بارہ نامور فرزندوں کی اولاد ہیں) بالاتفاق اس عمارت
کو اپنی عبادت کا مرکز و قبلہ قرار دیں۔ اب قرآن مجید نے ایک چوتھا اصول بھی بیان فرمایا
ارشاد ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ
يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ۔ یعنے ہمنے اس قبلہ کو اسلئے قبلہ بنایا کہ رسول کی متابعت کرنیوالوں
اور رسول سے پھر جانیوالوں میں ایک شناخت اور علامت ہو۔ اس اصول پر تعین جہت
کی (یہی) ضرورت ثابت ہو جاتی ہے۔ جو سپاہی کے لیے اپنی پلٹن کی وردی پہننے کیلئے
یعنے اگر کسی سپاہی نے اپنی پلٹن کی وردی پہن رکھی ہے تو اوسکے پاس بیّن دلیل اس
پلٹن کے سپاہی ہونے کی موجود ہے۔ ورنہ نہیں اب کسی غلط احتمال کے وقوع کا ازالہ
ضروری تھا۔ تاکہ کوئی بیوقوف یہ نہ سمجھ لے کہ کعبہ کو قبلہ بنانا ہی روح عبادت میں کوئی
اثر رکھتا ہے یا کعبہ کو قبلہ بنانا ہی اسلام کی لازمی تعلیم کا جزو ہی ہے اسواسطے پانچواں
اصول یہ بتلایا گیا۔ ارشاد ہے۔ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ
لَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ
عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي
الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا الخ۔
یعنے نیکی یہی نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق اور مغرب کی طرف کر لیا کرو۔ نیکی اوسکے لئے ہی
جو خدا پر اور قیامت پر اور ملائکہ پر اور کتابوں پر اور انبیا پر ایمان لائے اور جو محبت
سے اقربا کو یتیموں کو مسکینوں کو مسافروں کو۔ سوال کرنیوالوں کو دیتا ہے۔ اور غلاموں
کے آزادی دلانے میں مال خرچ کرتا۔ نماز قائم رکھتا۔ زکوٰۃ دیتا ہے۔ نیک وہ ہیں جو

عہد کر کے عہد کو پورا کرتے ہیں تنگی اور بیماری میں صبر کرتے ہیں۔ یہی لوگ صدق اور تقویٰ والے ہیں۔ یہی مسنون کیا گیا کہ ہر ایک نماز پڑھنے والا یہ دعائے استفتاح نماز ہی پڑھ لیا کرے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ یعنے میں اپنا چہرہ اسکی طرف کرتا ہوں جس نے آسمان اور زمین پیدا کیا ہے۔ میں بالکل یکسو ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور میں خدا کی عبادت میں کسی چیز کو شریک نہیں بناتا۔ میری نماز۔ میری قربانی۔ میری زندگی۔ میری موت سب خدا کے لئے ہی جو سب کا پروردگار ہے اور کوئی بھی اوسکا شریک نہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھے ایسا ہی حکم ملا ہے اور ان لوگوں میں سے ہوں جو حکم کی تعمیل کرتے ہیں جب دعائے استفتاح نماز کے الفاظ کو دعائے ابراہیم و اسمٰعیل علیہ السلام کے الفاظ کو ملا کر دیکھا جائے۔ کہ ہر دو بزرگوار کہتے ہیں۔ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ط اور نماز پڑھنے والا محمدی کہتا ہے۔ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ دوم دعائے استفتاح نماز پر غور کیا جائے کہ قبلہ کی طرف منہ کر لینے کے بعد نماز پڑھنے والا اپنے اس فعل سے کیا سمجھتا ہے اور کیا کہتا ہے اور کیا ایمان رکھتا ہے۔ فی الحقیقت وہ تو یہی سمجھتا ہے اور یہی ایمان رکھتا ہے کہ میں آسمان اور زمین کے بنانے والے کیطرف رخ کرتا ہوں جو جہت سے مبرا اور مکان میں پابند ہو جانے سے منزا ہے: جو سب مکانوں اور اطراف کا خالق ہے۔ اور اس کی تائید میں وہ اور بھی چند الفاظ کا استعمال کرتا ہے۔ مثلاً لفظ حنیف کا جس کے معنے وہ شخص ہے جو ایک ہی جانب استحکام اور پختگی سے قایم ہو جاتا

ہے۔ یعنے خالص مُوحد ہو پہر وہ فرمانبرداری کا اور شرک سے بیزاری کا بہی اظہار کرتا ہے۔ پہر اپنی عبادت مالی و بدنی کی تمام قسموں کو خالص خدا کے لئے ادا کرنیکا اعلان کرتا ہے۔ پہر اپنی موت وحیات کو بہی احکام الہی کا مطیع قرار دیتا ہے۔ پہر بتلاتا ہے کہ عبادت یا آداب عبادت میں خدا کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔ پہر اقرار کرتا ہے کہ میرے مذہب نے مجھے یہی تلقین کی اور خدا کا حکم میرے پاس یہی پہونچا ہے۔

تمام دعا میں کعبہ کا نام تک نہیں۔ اگر کعبہ کے طرف رُخ کرنے سے ایک خفیف احتمال پیدا ہوجا اعتراض یا شبہ خیر نہو۔ تو دعائے مذکورہ کے تمام الفاظ نہایت بزرگ معنے کے ساتھ ثابت کرتے ہیں کہ کعبہ کو روح عبادت سے ذرا تعلق نہیں ہے اور نمازی کا مقصود رب العلمین کی جانب متوجہ ہونا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک یہ ایک مسئلہ مسلمہ ہے کہ اگر کوئی کعبہ کو سجدہ کرتا ہے یا کعبہ کی نماز پڑہتا ہے تو وہ مشرک ہے کیونکہ مسلمان تو خدا کو سجدہ کرتا ہے۔ اور خدا کی نماز پڑہتا ہے۔ کعبہ اگر نماز کے وقت سامنے ہے تو اوسکی وہ وجوہات ہیں جو اصول بالا میں بتلائے گئے ہیں۔ جنمیں ایک وجہ متبعین رسول کے لئے علامت شناخت ہونا۔ اس کعبہ کو قبلہ بنائے جانیکا ذکر پہلی کتابوں میں بہی موجود ہے۔ دیکھو

(توریت)

(یسعیاہ باب (۶۰))

اپنی آنکھیں اوٹھاکر چاروں طرف نگاہ کر وے سب کے سب اکٹھے ہوتے ہیں۔
تجھ پاس آتے ہیں۔ تیرے بیٹے دور سے آویں گے۔ اور تیری بیٹیاں گود میں اوٹھائی جاوینگی
تب تو دیکھے اور روشن ہوگی۔ ہاں تیرا دل اوچھلیگا اور کشادہ ہوگا کیونکہ سمندر کی فراوانی تیرے
پاس پھریگی۔ اور قوموں کی دولت تیرے پاس جمع ہوگی۔ اونٹ کثرت سے آکے تجھے چھپا
لینگے۔ مدیان عیفا کے اونٹ وے سب جو سبا کے ہیں آوینگے۔ وے سونا اور
لبان لاوینگے۔ اور خداوند کی تعریفوں کی بشارتیں سناوینگے۔ قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے
پاس جمع ہوں گی۔ بنایوت کے مینڈھے۔ تیری خدمت میں حاضر ہونگے۔ وے میری منظوری
کیواسطے میرے مذبح پر چڑھائے جائینگے اور میں اپنی شوکت کے گھر کو بزرگی دونگا۔ مدیان
عیفا۔ سبا۔ حضرت ابراہیم کے بیٹے و پوتوں کے نام ہیں۔

بنایوث حضرت اسمعیل ع کے بڑے بیٹے کا اور قیدار دوسرے بیٹے کا نام ہے ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب قیدار سے ملتا ہے۔ انکا نام توریت میں بکثرت آیا ہے۔ جو نام اس باب
میں مذکور ہیں اونکی اولاد کے قبیلوں کے مقامات رہایش بھی توریت میں مذکور ہیں۔ یعنے
مکہ معظمہ کے چاروں طرف اُس قطعہ زمین پر جو بحر سند اور بحر احمر اور مصر و شام کے درمیان
واقع ہے۔ اور جسکا مجموعی نام عرب ہے۔ مدیان و عیفا و سبا و بنایوث و قیدار کی اولاد کے
تمام قبائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں مسلمان ہوگئے تھے۔ اونکی اونٹ
بھیڑیں۔ مینڈھے۔ منیٰ کی بڑی قربانگاہ پر (جسے کتاب یسعیاہ میں خدا نے میرا مذبح
کہا ہے) ذبح ہونے لگے تھے۔ اب ان تمام نشانیوں کے بعد جنکی تائید تاریخ جغرافیہ
توریت و علم الانساب سے ہوتی ہے۔

سب سے آخری فقرہ میں اپنے شوکت کے گھر کو بزرگی دونگا کے تعین میں کوئی شک باقی نہیں رہا شوکت کا گھر بلفظی ترجمہ بیت الحرام کا ہے جو کعبہ کا قدیمی نام ہے۔ اور بزرگی دینے سے مطلب اوس کا قبلہ مقرر ہونا۔

ہر مقام سے قبلہ دریافت کرنیکا عجیب و غریب نقشہ

ومن حیث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام

اور جہاں تو نکلے منہ کر طرف مسجد حرام کے

پچھم

مغرب

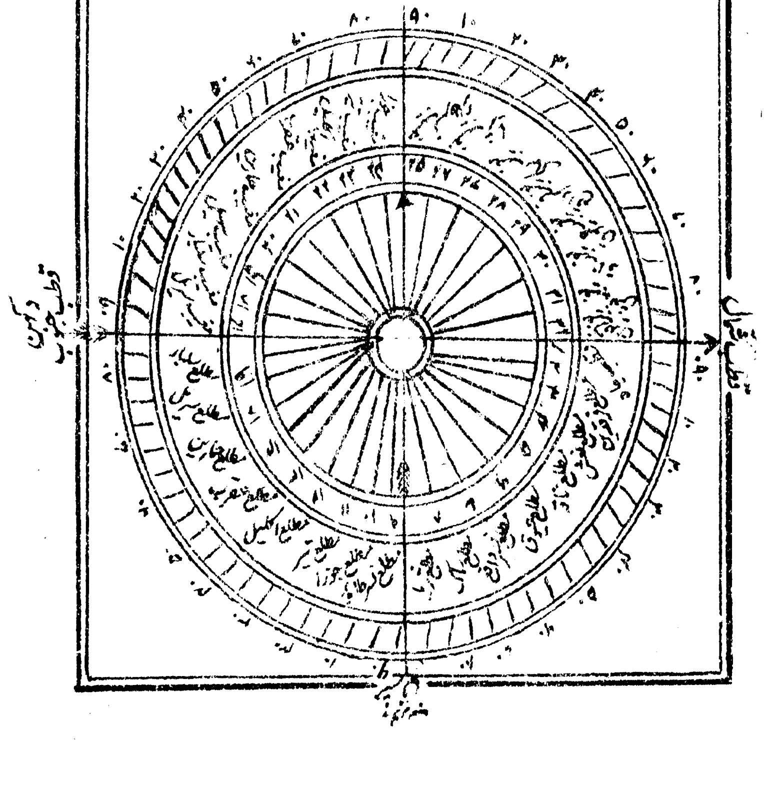

نماز کیواسطے قبلہ کا جاننا ضروری ہے سفر میں اسکی بہت احتیاج ہوتی ہے اُسلئے
اس کو یہاں بقدر ضرورت بیان کیا جاتا ہے۔ ایک آلہ جس کو قطب نما کہتے ہیں سفر
میں ضرور ہمراہ رہے۔ ابر وغیرہ میں قابل اعتبار ہے۔ قطب نما کے دائرہ کے بتیس ۳۲
حصہ ہیں ہر حصہ کو خن کہتے ہیں آٹھ ۸ خن کے دائرہ کا ایک ربع دائرہ ہوتا ہے
ربع دائرہ کو نو ۹ حصے کر کے ہر حصہ کو درجہ کہتے ہیں ان خنوں کے نقطوں کے
مقابل میں جو ستارہ طلوع ہوتا ہے یا غروب۔ اس خن کو اس ستارہ کا مطلع یا
مغیب کہتے ہیں وہ سولہ ستارہ ہیں انکے سولہ ۱۶ مطلع یا سولہ ۱۶ مغیب ہوئے۔ سفر کرنیوالا
اپنے شہر کے قبلہ کو ان نقطوں سے جس نقطہ پر واقع ہو یاد کر لے پھر راہ میں اوسی جہت
پر نماز پڑھے چند منزل تک قبلہ وہی رہیگا پھر جب دوسرے شہر میں داخل ہو تو پھر قبلہ
کی جہت دریافت کرلے۔ حیدرآباد کا قبلہ مغیب ثریا مدراس کا قبلہ مغیب ثریا
کے دہنی طرف تھوڑا میل رکھتا ہے خط مغرب کے شمالی جہت کے طرف ساڑھے تیرہ
درجہ کے نقطہ پر ہے۔ بمبئی کا قبلہ خط مغرب پر ہے لیکن شمالی جہت کیطرف تھوڑا میل
رکھتا ہے۔ عدن کا قبلہ مغیب نعش پر ہے مگر تھوڑا داہنی طرف میل رکھتا ہے
اور عدن سے جب تجاوز کرے تو دہنے طرف تھوڑا تھوڑا میل کرتا رہے یہانتک کہ
باب المندب جو باب سکندر مشہور ہے پہونچے تو وہاں کا قبلہ مغیب فرقدین پر ہے
اور جلم یدہ کا قبلہ قطب جنوبی پر ہے مگر تھوڑا بائیں طرف میل کرے وہاں سے تھوڑا
تھوڑا دہنے طرف میل کرتا رہے یہانتک کہ سعدیہ اور شعب الحرام کو
پہونچے تو یہانکا قبلہ مطلع فرقدین پر ہے پھر وہاں سے دہنے طرف تھوڑا تھوڑا میل
کرتا رہے۔ یہانتک جدہ کو پہونچے جدہ کا قبلہ مطلع نسر طایر اور نقطہ مشرق سے

... ہے کہ مکرمہ تک قبلہ وہی ہے۔ اور مسجد نمرہ اور مسجد خیف کا قبلہ مغیب سماک ہے اور مسجد محف کا قبلہ مغیب جوزا ہے۔

اور ینبع اور رابغ اور صفرا اور بیر عباس اور روحا اور رعار اور فریس اور جحفہ کا قبلہ مطلع سہیل ہے۔ سویس اور مصر کا قبلہ مطلع عقرب ہے۔

حصّہ اوّل

ضروری مسائل حج و آداب زیارت روضہ مطہرہ

پہلے ذیل کے الفاظ کو سمجھ لو تاکہ وقت پر دقّت نہ ہو

میقات	اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے احرام باندھنے کا حکم ہے۔
تلبیہ	لبیک اللہم لبیک الخ احرام باندھنے کے بعد اسکے جاری کر دینے کا حکم ہے۔
استیلام	حجر اسود کو بوسہ دینا۔
اضطباع	احرام کی چادر کو دہنے بغل سے نکالکر بائیں کاندھے پر ڈالنا۔
رمل	طواف میں اول کے تین پھیروں میں اکڑ کر کودتے ہوئے چلنا۔
شوط	طواف کے پھیرے۔
ملتزم	حجر اسود اور دروازہ بیت اللہ شریف کے درمیان کی جگہ۔
حطیم	بیت اللہ شریف کے شمالی دیوار سے کچھ فاصلہ پر ایک دائرہ نما دیوار

میزاب رحمت	پرنالہ بیت اللہ شریف کی چھت کا جو دائرہ حطیم میں ہے۔
سعی	صفا اور مروہ کے آمد و رفت میں درمیان سبز و سرخ میلوں کے تیز چلنا۔
دم	ارکان حج میں کسی ایک رکن کے چھوٹ جانے سے جو ذبح واجب ہوتا ہے۔
حلق	سر منڈانا۔
رمی	شیطانوں کو کنکریاں مارنا۔
جمرہ جمع جمرات	برج جہاں شیطانوں کو کنکریاں مارتے ہیں۔

الحمد للہ رب العلمین والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

حج میں تین کام فرض ہیں۔ احرام باندھنا۔ عرفات میں قیام کرنا۔ طواف زیارت کرنا اور واجبات حج کے بہت سے ہیں جو اپنے موقع پر بیان ہوں گے یہاں صرف ایک قاعدہ بیان کیا جاتا ہے اوس کو یاد رکھنا نہایت مفید ہے قاعدہ کلیہ واجبات حج دریافت کرنیکا یہ ہے کہ جس فعل کے ترک سے حج باطل نہوا بلکہ ذبح کرنا لازم ہو وہ واجب ہے ما سوا فرض اور واجب کے باقی افعال سنت و مستحب ہیں مثلاً طواف قدوم اور طواف رمل کرنا۔ یعنے اکڑ کر چلنا۔ اور صفا مروہ کے اندر۔ دو مناروں سبز و سرخ کے درمیان جلد چلنا اور ایام النحر کی راتوں میں منیٰ میں رہنا اور عرفہ کے دن بعد طلوع آفتاب کے منیٰ سے عرفات کو جانا۔ اور مزدلفہ سے منیٰ کیطرف چلنا قبل طلوع آفتاب کے ہیں اور مزدلفہ میں رات کو رہنا اور جمرات ثلثہ کی رمی میں ترتیب کرنا۔ یہ سب افعال سنت (کذا فی فتح القدیر و عالمگیری) اور مستحب ہے سفر کرنا پنجشنبہ کے دن یا دوشنبہ کے دن یا

جمعہ کے دن اور راہ میں کثرت کرنا ذکر اللہ کی اور تقویٰ کرے اور بدخلقی اور غضب سے پرہیز کرے۔ اور لوگوں کی بدخلقی اور غصہ سہار کرے اور حلم کرتا رہے (عالمگیری) اور اپنے صرفہ میں اور سواری وغیرہ میں کشائش سے خرچ کرے اس لئے کہ حج میں خرچ کرنا ثواب میں جہاد کے برابر ہے (طحاوی) اور ہمیشہ باطہارت رہے اور زبان کو غلیبت اور بدگوئی سے اور دشنام سے بچائے (دُر مختار) اور مستحب ہے۔ حج کی اجازت لینا اپنے والدین سے اور قرضخواہ سے اور قرض کے ضامن سے (دُر مختار)

حج کی نیتیں تین ہیں اون کی قسمیں یہ ہیں۔ نیت حج مفرد یا تمتع۔ یا قران کی اگر نیت ہے حج مفرد کی تو بعد طواف وسعی وسر منڈانے یا کترانے کے بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں رہے (سعی صفا مروہ کے درمیان دوڑنا) یا نیت کی تمتع کی تمتع یعنے احرام باندھے واسطے عمرہ کے میقات سے حج کے مہینوں میں (عمرہ۔ طواف کرنا و سعی کرنا و سر منڈانا) (حج کے مہینے شوال۔ ذیقعدہ دس دن ذی الحجہ کے اسکے قبل احرام باندھنا مکروہ ہے) اور طواف کرے اور سعی کرے اور سر منڈائے یا کترائے پھر حلال ہو گیا۔ اپنے عمرہ سے اب بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں رہے اور قطع کرے تلبیہ کو (ہدایہ) پھر حج کا احرام باندھے۔ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ مسجد حرام سے اور قبل آٹھویں تاریخ سے احرام باندھنا افضل ہے۔ اور افضل ہے احرام باندھنا مسجد حرام سے اور مکہ مکرمہ افضل ہے بہ نسبت خارج کے اور حج کو ادا کرے مانند حج مفرد کرنے والے کے (فتاوی قاضی خاں) دم اوپر متمتع کے واسطے ادائے شکر کے ہے اور اگر عاجز ہے ذبح کرنے سے بسبب محتاجی کے تو تین روزہ رکھے ایام حج میں اور سات بعد فراغت حج کے اور سر منڈا کے۔ یوم النحر میں جب سر منڈا چکا تو اب

حلال ہوگیا دونوں احرام سے تمتع افضل ہے۔ مفرد سے یا نسبت کی قران کی۔ قران فضل ہے تمتع اور افراد سے قران اسکو کہتے ہیں کہ میقات سے احرام باندھے۔ عمرہ اور حج کا ایک دفعہ سے اور کہے بعد نماز کے جو دو رکعتیں بعد احرام کے پڑھی جاتی ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِی وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّی ط مستحب ہے تقدم عمرہ کا ذکر میں اور طواف کرے عمرہ کا اولاً۔ کہ یہ واجب ہے یہاں تک کہ اگر طواف کرنے میں نیت حج کی کی تب بھی عمرہ ہی سے یہ طواف واقع ہوگا رمل کرے اول تین شوطوں میں اور صفا اور مروہ کی سعی کرے بغیر سر منڈائے کے پھر حج کرے جس کی تفصیل آگے ہوگی۔ بعدہٗ قربانی اور یہ قربانی واسطے ادائے شکر کے ہے کہ ایک احرام میں دو عبادتیں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ادا کرا دیں اور اگر عاجز ہو قربانی سے تو تین روزے رکھے اگرچہ متفرق ہوں تواتر کی شرط نہیں بلکہ مستحب ہے کہ اخیر کا روزہ عرفہ کے دن ہو اور سات روزہ بعد ایام تشریق کے جہاں چاہے پورے کرے اگر تین روزہ فوت ہوگئے یعنے ایام حج میں عرفہ تک اگر نہ رکھے تو اُسپر دم لازم ہوگا۔ (کنز)

میقات

احرام باندھنے کا مقام۔ مدینہ منورہ سے آنیوالوں کو ذوالحلیفہ سے اور عراقی عراق سے اور شامی حجفہ سے اور نجدی قرن سے اور یمنی یلملم سے اور اہل ہند بھی یلملم سے۔ ان مقامات سے آگے بڑھنا بغیر احرام کے جسکا قصد بکہ معظمہ کو جانیکا ہے حرام ہے۔ پس جب آئے میقات اور ارادہ کرے احرام کا مستحب ہے احرام کے ارادہ کرنیوالے کو اپنے ناخون کا دور کرنا اور موچھوں کا کترانا۔ اور زیر ناف کے بال صاف کرنا اور سر منڈانا

اگر عادت ہو ورنہ سر پر بال ہوں تو اوسمیں کنگھی کرنا مستحب ہی کمال صفائی بدن کی احرام باندھنے کیوقت اور غبار اور میل کا چھڑانا اور مستحب ہے اپنی زوجہ یا لونڈی سے جماع کرلینا اگر پاس ہوں قبل از احرام کے پس وضو کرے یا غسل غسل افضل ہے پھر تہ بند باندھے اور چادر اوڑھے چادر لغیر سلی ہوئی دہوئی ہوئی ہوں یا نئی ہوں لیکن نئی افضل ہیں۔ پھر دو رکعت نفل پڑھے اول رکعت میں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ ط دوسری رکعت میں۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ ط پھر کہے اَللّٰهُمَّ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔ اگر عمرہ کا بھی ارادہ ہو تو اللھم ارید الحج کے آگے وَالْعُمْرَةَ اور زیادہ کردے اور فَیَسِّرْهُ کے بجائے فَیَسِّرْهُمَا کہے پھر آواز بلند کہے۔

اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ (کذا فی بحر الرائق و درمختار و ہدایہ) اگر تلبیہ بآواز بلند نہ کہیگا گنہگار ہوگا پس جسوقت لبیک کہا احرام بندھ گیا۔ اب پرہیز کرے رفث اور فسوق اور جدال سے اور قتل کرنے خشکی کے شکار کے اور اشارہ طرف شکار کے اگر محرم نے اپنے سر یا ڈاڑھی میں خضاب کیا پتلی مہندی کا تو واجب ہوگا اوسپر دم اور اگر گاڑھی مہندی کا خضاب لگایا تو دو دم لازم ہونگے (درالمختار) اور اگر وسمہ کا خضاب لگایا تو کچھہ نہیں واجب ہوگا اور اگر روغن زیتون یا میٹھے تیل کو کھایا یا ناک میں ڈالا یا اوس سے زخم کی دوا یا پاؤں کی بوائی میں لگایا یا اپنے کانوں میں ڈالا تو اوسپر ذبح لازم نہوگا بخلاف مشک و عنبر و زعفران و کافور کے اور مثل انکے تو انکے استعمال سے جزا لازم ہوگی اگرچہ بطریق دوا کے استعمال کیا جائے (درمختار) جس خوشبودار چیز کا کھانا معمول ہی جیسے گرم مصالحہ مانند لونگ۔ الائچی۔ دارچینی۔ سونٹھ کے اگر وہ پکتے ہوئے کھانے میں مخلوط کئے جائیں تو اوسکا کھانا جائز ہے اور اوسپر کچھہ دم وغیرہ لازم نہیں خواہ وہ غالب ہو یا مغلوب اور اگر وہ اشیاء مذکورہ پکتے ہوئے کھانے میں نہ ملائی ہو۔ بلکہ ملائی جائے اوس شئے

میں جو کہائی جاتی ہے بلا پکائے ہوئے تو وہاں غلبہ کا اعتبار ہے اگر خوشبودار چیز غالب ہے تو دم واجب ہوگا۔ اور جو خوشبودار شئے مغلوب ہے تو کچھ لازم نہیں ہوگا البتہ اگر خوشبو پائی جائے گی تو کہانا اوسکا جس میں خوشبودار شئے مخلوط ہے مکروہ ہوگا (درالمختار) اگر محرم نے قتل کیا شکار جنگلی کو یا محرم نے قاتل محرم کو شکار بتلا دیا کہ فلاں مقام پر ہے خواہ جانور درندہ ہو یا انسیت رکہتا ہو اگرچہ قتل بھول کر ہو یا قصداً سب صور تو نہیں بتلانے والے پر جزا واجب ہوگی اور جزا اوس شکار کی وہ قیمت ہوگی جس کو دو عادل مقرر کریں جس جگہ پر وہ جانور قتل ہوا ہو۔ اگر محرم نے اپنے بدن کا جوان کسی کو بتلا دیا یا اشارہ کیا اور اس نے مار ڈالا تو محرم پر جزا واجب ہوگی اور اگر جوئیں کو اپنے بدن سے لیکر دوسری جگہ پر ڈالدیا تب بہی جزا واجب ہوگی۔ ایسے کسی جانور غیر ماکول حملہ آور کے قتل سے جزا واجب نہیں جس کا ہٹانا بغیر قتل کے ممکن نہ ہو اور اوس نے قتل کیا تو اوسپر ایک بکری ذبح کرنا لازم ہوگی اگرچہ اوس جانور کی قیمت ایک بکری کی قیمت سے زائد ہو۔ جائز ہے کہانا اوس شکار کو جس کو غیر محرم نے ذبح کیا ہے۔ بشرطیکہ اوس کو محرم نے نہ بتلایا ہو۔ اور پرہیز کرے۔ موزوں کے پہننے سے اور دستانوں کے اور پرہیز کرے ایسے کپڑوں کے پہننے سے جو رنگے ہوئے ہوں زعفران یا کسم میں اگر انکو دہو ڈالا ہو کہ اوسمیں اثر خوشبو کا باقی نہ رہا ہو تو جائز ہے اور پرہیز کرے سر ڈھانکنے اور چہرہ چھپانے اور خوشبو لگانے اور بالوں کے مونڈنے سے خواہ سر کے ہوں یا ڈاڑھی کے اور پرہیز کرے ناخن تراشنے سے نہانے اور سر دھونے میں مضائقہ نہیں اور سایہ پکڑے مکان یا کجاوے کا یا چھتری یا خیمہ کا جائز ہے اسکا ہونا ثابت من الطحطاوی وفتاوی قاضی خاں وہدایہ) اور جائز ہے ہمیانی یا پیٹی کو اپنی کمر میں باندہنا

زار مکروہ ہے باندھنا تہبند کو رسی وغیرہ سے اور مکروہ ہے گرہ دینا (فتح القدیر)

اضطباغ اسکو کہتے ہیں کہ چادر پیٹھ پر ڈالکر دہنی بغل کے نیچے سے نکالے اور بائیں کندھے پر ڈالے جو داہنا کندھا کھلا رہے یہ بدون حالت طواف کے مسنون نہیں ہے (کذا فی القہستانی والشامی) اور زیادہ کرے تلبیہ کو بعد ہر نماز کے یا جس وقت کہ بلندی پر چڑھے یا کسی نالہ یا جنگل میں اترے یا کسی سوار سے ملاقات کرے اور سحر کے وقت تلبیہ باواز بلند کہے سوائے مسجد کے ہر جگہ پس جب داخل ہو مکہ مکرمہ میں ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَمَا مَنُكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا اَللّٰهُمَّ فَحَرِّمْ لَحْمِي وَدَمِي وَعَظْمِي عَلَى النَّارِ وَقِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

(کذا فی شرح المختار والبرہان) اور مکہ میں جاوے تو پہلے اپنے اسباب و سامان کو کسی محفوظ مکان میں رکھکر اطمینان کرے پھر مسجد حرام میں داخل ہو اور مسجد حرام میں جانب مشرق سے یعنے باب السلام سے داخل ہونا مستحب ہے اور دنکو افضل ہے (فتح القدیر وجامع الرموز وفتاوی قاضی خاں) جب کہ ارادہ کرے داخل ہونے مسجد حرام میں تو تلبیہ پڑھے اور خشوع اور خضوع کرے اور ملاحظہ جلال اس مکان اقدس کا کرتا ہوا اندر جائے (بحر الرائق) اول سیدھا پاؤں داخل کرے اور کہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَنْ تَرْحَمَنِيْ وَتُقِيْلَ عَثْرَتِيْ وَتَغْفِرَ ذُنُوْبِيْ وَتَضَعَ عَنِّيْ وِزْرِيْ۔ اور جس وقت دیکھے بیت اللہ شریف کو تو تین بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہے تاکہ اس عبادت میں کسی طرح کا شرک نہ واقع ہو پھر اپنے واسطے

دعا مانگے کیونکہ دعا وقت دیکھنے بیت اللہ شریف قبول ہوتی ہے۔ فتح القدیر میں ہے
کہ اہم دعا سے طلب کرنا جنت کا ہے بغیر حساب کے وقت دیکھنے بیت اللہ شریف
کے یہ دعا لکھی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا
بِالسَّلَامِ۔ پھر اوٹھائے دونوں ہاتھ اور دعا مانگے۔ پھر بوسہ دے حجر اسود کو اگر
ممکن ہو بغیر ایذا رسانی کے اور اگر بسبب کثرت ہجوم کے بوسہ لینے سے عاجز ہو تو حجر اسود
کے سامنے کھڑا ہو اور اپنی دو ہتیلیوں کے اندر کے جانب سے اوس کی طرف اشارہ
کرے اس تصور سے گویا حجر اسود پر رکھے ہے اور اللہ اکبر کہے اور کلمۂ توحید پڑہے
اور حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر اپنی دونوں ہتیلیوں
کو چومے اور مستحب ہے وقت بوسہ دینے کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَ
تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا نَبِیِّکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اٰمَنْتُ
بِاللّٰہِ وَکَفَرْتُ بِالطَّاغُوْتِ ط پھر بعد استیلام کے (استیلام کہتے ہیں حجر اسود
کے چومنے کو) طواف کرے اس طواف کو طواف قدوم کہتے ہیں یعنے آنیکا طواف طریق
طواف کرنیکا یہ ہے کہ اول اپنی چادر داہنی بغل سے نکالکر بائیں کاندھے پر ڈالے اور
دہنا کندھا کھلا رکھے پھر شروع کرے طواف کو اپنے داہنے طرف سے بعد ہر بیت اللہ شریف
کا دروازہ ہے تو اس صورت میں کعبہ طواف کرنیوالے کے بائیں طرف ہوگا اور نیت کرنا
طواف کی فرض ہے۔ سات پھیرے اور طواف میں حطیم کو بھی داخل کرلے اگر طواف
کیا اوس خلا میں یعنے اوس کشادگی میں گھس کر جو حطیم اور بیت اللہ شریف کے درمیان میں
ہے تو یہ طواف جائز نہوگا (ہدایہ) اگر طواف کرنے میں اقامت کہی گئی واسطے فرض نماز

کے یا جنازہ آگیا تو طواف سے نکلکر نماز فرض یا جنازہ پڑھ لے پھر بعد فراغت کے مابقی طواف
کرے۔ از سرِ نو طواف شروع کرنے کی ضرورت نہیں (فتح القدیر) طواف یا سعی بحالت
عذر کسی جانور یا آدمی پر سوار ہو کر جائز ہے اور تین شوط اونکے ایسے کرے کہ چلنے میں سرعت
کرے اور دونوں کندھوں کو کدا تا ہوا اور ہلاتا ہوا اکڑ کر چلے حجر اسود سے حجر اسود تک
باقی چار شوط اپنی ہیئت پر کرے اگر ہجوم ہو لوگوں کا اور رمل کی جگہ نہ ملے تو ٹھہر جائے یہاں
تک کہ کشادگی پاوے تب رمل کرے اور استیلام کرے حجر اسود کا ہر شوط میں یا اشارہ کرے
طرف اسکے ساتھ باطن کف کے پھر اپنی ہتھیلیوں کو چوم لے اور بسم اللہ کہے اور تکبیر اور
درود پڑھے اور دعا کرے اور جب ملتزم کے مقابلہ میں آوے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ
مَدَدْتُ يَدِي وَفِيمَا عِنْدَكَ عَظُمَتْ رَغْبَتِي فَاقْبَلْ دَعْوَتِي وَاَقِلْنِي عَثْرَتِي وَ
ارْحَمْ تَضَرُّعِي وَجُدْ لِي بِمَغْفِرَتِكَ وَاَعِذْنِي مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ اَللّٰهُمَّ اِنَّ
لَكَ عَلَيَّ حُقُوقًا فَتَصَدَّقْ بِهَا عَلَيَّ۔ اور جب آوے مقابلہ میں دروازہ کعبہ کے تو
یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَيْتُ بَيْتُكَ وَهٰذَا الْحَرَمُ حَرَمُكَ وَهٰذَا الْاَمْنُ اَمْنُكَ
وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ اَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ فَاَعِذْنِي مِنْهَا۔
اور جب مقابلہ میں آوے رکن عراقی کے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ
الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَمَسَاوِي الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ
الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ۔ اور جب مقابلہ میں آوے میزاب رحمت کے
تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ اِيمَانًا لَا يَزُولُ وَيَقِينًا لَا يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ
نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا
ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ وَاسْقِنِي بِكَأْسِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا اَظْمَاُ

بِعَدَدِ هٰذَا الْبَابِ اور جب آئے مقابل میں رکن شامی کے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ اور جب آئے رکن یمانی کے مقابل میں تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط اور جب رکن یمانی سے حجر اسود کی طرف چلے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اور بہت سی دعائیں ہیں جو یاد ہو وہ پڑھے اور جو کوئی دعا یاد نہو تو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط طواف کرنے میں پڑھے اور خشوع اور خضوع کو ہاتھ سے نہ دے (فتح القدیر) پھر جب فارغ ہو طواف سے تو آئے مقام ابراہیم کے پاس اور پڑھے دو رکعتیں وقت مباح میں واجب الطواف اول رکعت میں قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ۔ دوسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور دو رکعتیں نزدیک ابو حنیفہ کے واجب ہیں اگر مقام ابراہیم کے پاس جگہ جانے کی بوجہ کثرت آدمیوں کے نہ پاوے تو جس جا مسجد حرام میں جگہ پاوے اوس جگہ یہ دوگانہ ادا کرے اور مستحب یہ ہے کہ بعد اوس نماز کے دعا بھی ضرور کرے جو حاجت ہو دنیا یا آخرت کی (عالمگیری) اور مستحب ہے بعد دونوں رکعتوں کے زمزم کے پاس آئے اور پانی پیوے تین سانس میں اور دعا کرے۔ پھر آئے ملتزم کے پاس پھر آئے طرف حجر اسود کے اور استیلام کرے حجر اسود کا اگر ارادہ ہو بعد اس طواف کے صفا اور مروہ کی سعی کا اور اگر ارادہ نہیں ہے تو آنا ضرور نہیں۔ اب

نکلے باب الصفا سے بایاں قدم آگے بڑھا کر پھر صفا پر اتنا چڑھے کہ باب الصفا سے کعبہ نظر آئے اور بیت اللہ شریف کے طرف منہ کر کے اور اللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور کلمہ توحید پڑھے باواز بلند اور درود پڑھے آہستہ اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اسْتَعْمِلْنِیْ لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِہٖ وَاَعِذْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط اور جب صفا پر چڑھے تو دونوں ہاتھ اوٹھائے طرف آسمان کے اور اپنی حاجت طلب کرے اور جب صفا سے اوترے مروہ کیطرف چلے ان دونوں سبز و سرخ مناروں کے درمیان جو مسجد حرام کی دیوار کے پشت پر تراشے ہوئے ہیں تو تیز چلے اگر سعی درمیان میلین اخضرین کی ترک کی یا دوڑ کر چلا جمیع سعی میں تو گنہگار ہوگا۔ اگر بوجہ از دحام کے سعی سے عاجز ہو تو صبر کرے تا کہ کشادگی پاوے۔ اور اگر کشادگی نہ پاوے تو تشبیہ کر لے ساتھ ساتھ ساعی کے اپنی حرکت میں۔ اور اگر جانور پر سوار ہو تو اوسکو ذرا تیز چلائے بغیر اسبات کے کہ ایذا پہونچے کسی غیر کو (کذا فی الشامی) اور درمیان مناروں کے یہ دعا پڑھے۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ۔ یہ دعا عبد اللہ ابن عمرؓ سے منقول ہے (کذا فی الفتح) اور سفر السعادت میں یہ دعائے مذکور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی بروایت صفیہ بنت شیبہ سے اسطرح سات مرتبہ پھیرے کرے یعنی صفا سے مروہ تک آنا یہ ایک پھیرا ہوا۔ پھر مروہ سے صفا تک یہ دوسرا پھیرا ہوا اور تمام کرے ساتویں پھیرے کو مروہ پر .... اور نفل طواف کیا کرے بیت اللہ کا جتنا چاہے بدون رمل و سعی کے اور طواف افضل ہے نفل نماز پڑھنے سے۔ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو شخص یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا

حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ تو فرشتے آمین کہتے ہیں اگر ایذا اپنے آپ کو اور غیروں کو نہ ہو تو داخل ہو بیت اللہ شریف کے اندر مستحب ہے۔ مگر جب رشوت مانعین طلب کریں تو اس صورت میں داخل ہونا مستحب نہیں (در المختار وغیرہ) اور جب داخل ہو بیت اللہ شریف کے اندر تو روبرو مصلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑا ہو اور باب کعبہ اپنی پشت کے طرف کرلے اتنے فاصلہ سے کھڑا ہو کہ درمیان دیوار اور اوس شخص کے تین ہاتھ کا بُعد ہو اور نماز پڑھے وہاں دو رکعت نفل۔ پھر رکھے رخسارہ اپنا اوس دیوار پر اور استغفار کرے اور حمد الٰہی بجا لائے پھر آئے طرف ارکان کے اور تسبیح اور تہلیل کرے اور دعا مانگے اللہ تعالےٰ سے اور ادب کرے جہاں تک کہ ممکن ہو ظاہراً و باطناً (طحطاوی وغیرہ) پھر جب کہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ فجر کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھ چکے تو منیٰ کی طرف چلے اور عرفہ کی فجر تک وہاں رہے اور منیٰ کو چلتے وقت تلبیہ زیادہ کرے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ اَرْجُوْ وَاِیَّاكَ اَدْعُوْ وَاِلَیْكَ اَرْغَبُ اَللّٰھُمَّ بَلِّغْنِیْ صَالِحَ عَمَلِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ۔ پھر جب منیٰ میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا مِنًی وَّھٰذَا مَا دَلَلْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ الْمَنَاسِكِ فَمُنَّ عَلَیْنَا بِجَوَامِعِ الْخَیْرَاتِ وَبِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِكَ وَمُحَمَّدٍ حَبِیْبِكَ وَبِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰی اَھْلِ طَاعَتِكَ فَاِنِّیْ عَبْدُكَ وَنَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ جِئْتُ طَالِبًا مَّرْضَاتَكَ۔ اور مستحب ہے کہ منیٰ میں مسجد حنیف کے پاس اترے (فتح القدیر) (مسجد خلیف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بنوائی ہوئی ہے) پھر آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے طرف عرفات کے جائے۔ ضب کی راہ سے (ضب ایک پہاڑ کا نام ہے جو متصل ہے مسجد حنیف کے)

اور عرفات کے طرف چلنے کے وقت یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ وَجْھَکَ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّ حَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّ ارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَاقْضِ لِیْ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور تلبیہ کہے اور تکبیر کہے پس جبکہ قریب پہونچے عرفات کے اور نظر اوپر جبل رحمت کے پڑے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ کہے اور تلبیہ کہتا رہے یہاں تک کہ داخل ہو عرفات میں (فتح القدیر) تمام عرفات ٹہرنے کا مقام ہے مگر بطن عرنہ میں ٹھرنا جائز نہیں یہ مقام مسجد عرفات سے غربی جانب واقع ہے (در المختار وکنز) اور راستہ میں بھی نہ ٹھرے افضل ہے کہ قریب جبل رحمت کے ٹھرے (شامی) اور لوگوں کے ساتھ میں ٹھرے اون سے علیحدہ نہ ٹھرے کہ یہ ایک نوع کا تکبر ہے وہاں حالت تضرع کی مناسب ہے اور نیز دعا بھی مجمع میں جلد قبول ہوتی ہے۔ اور چوروں سے بھی امن میں رہیگا۔ پھر دوپہر ڈھلنے پر افضل یہ ہے کہ غسل کرے اگر ممکن ہے ورنہ وضو کر کے جلد مسجد نمرہ کو جاوے۔ اور وہاں خطبہ سُنے اور نماز ظہر و عصر کی امام کے ساتھ ملا کر پڑہے (فتح القدیر) جماعت شرط ہے ظہر کا ایک جز بھی امام کے ساتھ ملجائے تو عصر اوسی وقت جماعت سے پڑھ لے ورنہ اپنے وقت پر پڑھے۔ درمیان ظہر و عصر کے سوائے ظہر کی سنت کے اگر کوئی نفل پڑہے گا تو مکروہ ہے (عالمگیری) پھر نہایت خشوع و خضوع اور حضور قلب کے ساتھ روتا ہوا پیچھے امام کے قریب جبل رحمت کے نزدیک سیاہ بڑے پتھروں مفروشہ کے کہ یہ جگہ مظنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کی ہے رو بقبلہ کرکے بیٹھے دعا کرتا ہوا (رواہ مالک والترمذی واحمد وغیرہ) کہ

خیر الدعا یوم عرفۃ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پندرہ جگہ مکہ معظمہ میں ہیں کہ وہاں دعا مقبول ہوتی ہے وقت مقبولیت دعا کا اور مواضع اوس کے بتصریح ذکر کئے جاتے ہیں۔

بیت اللہ شریف کے اندر عصر کے وقت دونوں ستونوں کے آگے دعا قبول ہوتی ہے۔ اور ملتزم میں آدہی رات کو۔ اور موقف عرفات میں آفتاب غروب ہونے کے وقت۔ اور موقف مزدلفہ میں آفتاب طلوع ہونے کے وقت اور طواف میں ہر وقت بلا قید وقت اور سعی صفا اور مروہ پر عصر کے وقت اور زمزم کے پاس آفتاب ڈوبنے کے وقت۔ اور مقام ابراہیمؑ کے پیچھے اور میزاب رحمت کے نیچے سحر کے وقت۔ اور تینوں جمار کے پاس آفتاب نکلنے کے وقت۔ اور جس وقت بیت اللہ شریف پر پہلے نظر پڑے۔ اور مستحب یہ ہے کہ مزدلفہ کو پیدل آئے اور تکبیر اور تہلیل اور تحمید اور لبیک کہتا رہے گھڑی بہ گھڑی۔ کہ یہ راہ کثرت استغفار کے لائق ہے حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط اور مزدلفہ تمام مقام ٹھہرنے کا ہے سوائے محسّر کے محسر ایک پہاڑ کا نام ہے جو درمیان منا اور مزدلفہ کے ہے (ہدایہ) اور نماز پڑھے وہاں مغرب اور عشا کے ساتھ اذان اور اقامت واحد کے اول وقت عشا میں دونوں نماز کے درمیان میں نفل وغیرہ نہ پڑھے بلکہ سنت مغرب اور عشا اور وتر کو بھی بعد عشا کے پڑھے اول سنت مغرب کے پڑھے بعد کو عشا کے اور شرط نہیں جماعت کے واسطے اس جمع کے نزدیک امام ابو حنیفہ رضؓ کے یعنے تنہا پڑھے گا تب بھی ملا کر

پڑھے گا اگر مغرب کی نماز راستہ میں پڑھے تو جائز نہ ہوگی۔ پھر اعادہ کرے حنفیوں
میں یہی چار نمازیں ملا کر پڑھی جاتی ہیں۔ جمع تقدیم و جمع تاخیر۔ یوم النحر کی رات
کو بیدار رہے اس واسطے کہ وہ رات لیلۃ القدر سے شریف تر ہے۔ فجر نماز مزدلفہ
میں اندھیرے سے یعنے بعد طلوع صبح صادق کے اول وقت پڑھ لے اور جاننا
چاہیئے کہ شب باشی مزدلفہ میں سنت مؤکدہ ہے۔ اگر طلوع صبح صادق سے لیکر
طلوع آفتاب تک مقدار ایک ساعت کے بھی وہاں ٹھہر جاوے گا تو واجب
ادا ہو جائیگا بلکہ اگر وہاں سے گذرتا ہوا چلا جاوے مثل عرفات کے تب بھی واجب
ادا ہو جاوے گا۔ اور سنت یہ ہے کہ اتنا ٹھہرے کہ روشنی ہو جائے۔ اللہ جل شانہٗ
فرماتا ہے۔ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ
اور حالتِ وقوف میں تکبیر و تہلیل کہے اور تلبیہ کہے اور درود پڑھتا رہے اور اپنی
حاجت کے واسطے دعا مانگے آسمان کی طرف ہاتھ اوٹھا کر (عالمگیری)

پھر جب کہ پوری روشنی ہو جائے تو قبل آفتاب نکلنے کے منیٰ کی طرف آئے
اگر بعد طلوع آفتاب یا قبل نماز فجر کے مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جائیگا تو گنہگار ہوگا
اور جب محسّر کے پاس سے گذرے تو جلدی چلے مقدار پھینک مارنے پتھر کے اس
واسطے کہ وہ موقف نصاریٰ ہے یعنے اصحاب فیل کی ہلاکت کا مقام وہاں غضب
الٰہی نازل ہوا تھا وہاں سے بھاگنا چاہیئے (درالمختار) جب منیٰ میں آئے تو
قبل زوال عید کے دن صرف جمرہ عقبیٰ کے سات کنکریاں مارے۔ نیچے کھڑے ہو کر
سنت ہے مارنیوالے میں اور جمرہ میں۔ پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ پانچ ہاتھ سے کم
ہوگا تو مکروہ ہے۔ اور اللہ اکبر کہے ہر کنکری کے بعض کے نزدیک یوں

کہے۔ اللّٰہُ اَکبَرُ رُغماً لِّلشَّیٰطِیْنِ حِزبِہٖ ط اور تلبیہ موقوف کردے۔ اگر
ساتوں کنکریاں ایک دفعہ سے ماریں تو ایک کے عوض میں محسوب ہوں گی۔
جائز ہے مارنا اس چیز سے جو جنس زمین سے ہو مثل پتھر اور ڈھیلے اور مٹی اور
گیرو کے مستحب کنکری کے مقدار باقلہ ہے۔ اور یہ کنکریاں مزدلفہ سے
چن کر لائے۔ جمرہ کے پاس کی کنکریاں لینا مکروہ ہے۔ حدیث میں وارد ہے
کہ جس کا حج مقبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اوٹھوا لی جاتی ہیں (کذا فی الدر المختار)
پتھر کو توڑ کر کنکریاں بنانا مکروہ ہے۔ مباح وقت زوال سے لیکر غروب تک ہے
بعد رمی کے ذبح اگر مفرد حج کرنے والا ہے تو مباح ہے۔ اور متمتع یا قارن ہے تو
اسپر ذبح بعد رمی کے جایز ہے۔ لیکن قربانی اگر مسافر ہے تو اسپر واجب نہیں
ہے پھر سر کے بالوں کو منڈائے منڈانا اولیٰ ہے کترانے سے اب حلال ہو گئیں
جو چیزیں کہ احرام باندہنے سے ممنوع ہو گئی تھیں مگر عورت سے وطی۔ پھر
طواف کرے بیت اللہ کا طواف زیارت اگر رمل و سعی پہلے نہ کیا ہو تو اب کرے
اب عورتیں بھی حلال ہو گئیں پھر منی کو واپس آئے اور وہیں رہے شب کو صحیح قول
یہ ہے کہ نماز ظہر کی مکہ میں پڑھ کر منی کو جائے پھر یوم النحر کے دوسرے دن رمی
کرے تینوں جمار کی اور شروع کرے اوس جمرہ سے جو مسجد خیف کے پاس
ہے سات سات کنکریاں مارے اور نہ ٹھیرے بعد تیسرے رمی کے اور دعا
مانگے واسطے اپنے اور غیروں کے مکہ معظمہ کے طرف ہاتھ اوٹھا کر منی میں نماز عید
نہیں پڑھی جائیگی۔ حاجیوں سے ساقط ہے اور مکہ مکرمہ میں بھی نہیں پڑھی جائیگی
اور نماز جمعہ منی میں اگر امیر مکہ یا امیر حجاز یا خلیفہ موجود ہو تو نماز جمعہ پڑھی جائیگی

اور مکروہ ہے کہ اسباب اور خدام اپنے مکہ کو قبل سے پہنچا دے اور آپ منی میں قایم
رہے۔ ۱۲ سر کو بعد رمی کے مکہ مکرمہ کو چلا آئے پھر جب ارادہ کرے سفر کا تو طواف صدر
کرے یعنے طواف وداع اور یہ واجب ہے نزدیک امام صاحب کے مستحب طواف
صدر کا یہ ہے کہ وقت ارادہ سفر کے ہو۔ یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ رضہ سے ہو روایت
لیگئی ہے کہ اگر طواف صدر کرلیا پھر عشا تک قایم رہا تو دوبارہ طواف کرے۔ نزدیک
امام صاحب کے مکہ میں رہنا مکروہ ہے لیکن صاحبین کا اختلاف ہے اور جامع الرموز میں ہے
کہ اقامت مکہ کی افضل ہے بالاجماع اگر نیکیاں کرنے پر قادر ہو اور گناہوں سے پرہیز
کرتا رہے ورنہ مکروہ نزدیک امام صاحب کے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ
جیسے مکہ معظمہ میں کوئی ایک نیکی کرے تو لاکھ نیکیوں کا ثواب پائیگا۔ اسی طرح اگر ایک گناہ
کرے تو لاکھ گناہوں کی سزا پائیگا۔ پھر طواف صدر کے دوگانہ کے بعد مستحب ہے کہ آوے
زمزم کے پاس اور پانی پیوے اور طریق زمزم کے پانی پینے کا بحر الرائق اور عالمگیری اور
جامع الرموز وغیرہ میں اس طور پر لکھا ہے کہ زمزم کے پاس آوے اور خود پانی نکالے اور
روبقبلہ ہو کر تین سانس میں خوب سیر ہو کر پیئے اور ہر بار آنکھ اوٹھا کر بیت اللہ شریف کو
دیکھا جاے اور منہ و سر و بدن کو اسکا پانی چھڑکے اور پانی پینے وقت یہ دعا پڑھے۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ (کذا فی
فتح القدیر) پھر آوے کعبہ کے طرف اور اوس کی دہلیز کو بوسہ دے اور اپنا سینہ اور منہ
ملتزم پر رکھے اور بیت اللہ شریف کے غلاف کو ایک ساعت پکڑے رہے بطور درخواست
شفاعت کے اور روئے اور عاجزی کرے اور دعا مانگے اور تکبیر و تحمید کرے اور تہلیل
بکے اور درود پڑھے اور جب ملتزم کو لپٹے تو داہنا ہاتھ کعبہ پر رکھکر یہ دعا پڑھے۔

اَلسَّائِلُ بِبَابِكَ یَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَمَغْفِرَتِكَ - پھر نہایت حسرت کے ساتھ اُلٹے پاؤں لوٹے منہ طرف کعبہ کے اور پشت طرف دروازہ کے اور عورات بھی سب کاموں میں برابر ہیں احکام حج میں جو مذکور ہوئے مثل مرد کے یعنے حکم عورت اور مرد کا احکام مذکورہ میں برابر ہے۔ مگر عورت سر اپنا چھپائے رکھے اور لَبَّیْكَ پکار کر نہ کہے اور طواف میں رمل نہ کرے اور نہ سعی کرے درمیاں دونوں میلوں کے اور نہ سر منڈائے مگر پورہ کے برابر کتروائے اور سلے ہوئے کپڑے پہنے اور موزے پہنے اور عورتوں کو مردوں سے بدن لگانا ممنوع ہے۔ اور جو چیز کہ چہرہ کو عورت کے لگے وہ مکروہ ہے۔ لہذا برقعہ ڈالنا مکروہ ہے کہ وہ چہرہ کو لگا رہتا ہے۔ البتہ مثل قبہ کے لکڑیوں کا بنا کے اپنے چہرہ پر رکھے اور اسپر کپڑا ڈالے تو اس سے چہرہ بھی نظر نہیں آتا ہے۔ اور کپڑا بھی چہرہ کو نہیں لگتا ہے۔ (فتح القدیر) اگر عورت حائضہ ہے تو حج کے سب کام کرے سوائے طواف قدوم کے (در مختار) اگر کسی عورت کو بعد وقوف عرفات کے اور طواف زیارت کے حیض آیا تو ساقط ہو جائیگا اوس سے طواف وداع اور عورت پر کوئی چیز لازم نہیں آئیگی طواف کی تاخیر سے جبکہ وہ پاک ہوئے حیض سے ایام النحر کے بعد اور طواف میں تاخیر کی تو ذبح لازم ہوگا بسبب تاخیر طواف کے (در مختار) ایام نحر میں چار عبادتیں علی الترتیب واجب ہیں۔ اول جمرہ کے رمی۔ پھر ذبح کرنا قارن اور متمتع کا تنہا حج کرنیوالے کا دسویں ذالحجہ سے بارھویں تک اختیار ہے جس روز ممکن ہو البتہ قارن و متمتع اسی روز ذبح کرے پھر طواف زیارت کرنا ان مناسک کی تقدیم اور تاخیر سے محرم پر ایک دم لازم ہوگا۔

فضائل زیارت قبر شریف حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

فتح القدیر میں لکھا ہے کہ علماے حنفیہ کے نزدیک زیارت قبر شریف کی افضل مستحبات سے ہے۔ اور شرح المناسک الفارسی اور شرح مختار سے صاحب فتح القدیر نقل فرماتے ہیں کہ زیارت قبر شریف کی مقدور والے پر قریب واجب کے ہے اور نزدیک محبت میں زیارت محبوب رب العالمین کی فرض عین ہے خصوصاً حبیب معشوق۔ عاشق نواز کمال کرم سے اپنے مشتاقوں کو بلاوے اور سرفرازی کا مژدہ سناوے یعنی ارشاد مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔ اور مَنْ زَارَ قَبْرِیْ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّشَہِیْدًا۔ اور نہ آنے والے پر عتاب فرماے۔ مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔ پس جب ارادہ کرے مدینہ منورہ کا تو راہ میں کثرت کرے درود شریف کی اور فراغت کے اوقات کو درود خوانی سے مستغرق کرے تاکہ قبل پہونچنے کے تحفہ درود بھیجنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس کے حاضر ہونیکی اطلاع ہو رہے اس واسطے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک گروہ ملائکہ کا مقرر کیا ہے کہ جو شخص جناب رسول پاک صاحب لولاک پر درود پڑھے اوس کو جناب رسول پاک کی خدمت میں جاکر اطلاع کریں کہ فلاں ابن فلاں نے یہ تحفہ درود آپ کو بھیجا ہے۔ زہے نصیب اوسکے کہ جسکا نام مع ولدیت کے فرشتے جناب رسالت مآب کے حضور میں ذکر کریں آپ اوس سے واقف اور خوش ہوں (جذب القلوب) پھر جب مدینہ منورہ کی آبادی اور

درخت نظر پڑیں تو کمال خشوع اور خضوع سے درود کی کثرت کرے اور یہ دعا پڑھے
اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِکَ فَاجْعَلْہُ وِقَایَةً لِّیْ مِنَ النَّارِ وَاٰمِنًا مِّنَ
الْعَذَابِ وَسُوْٓءِ الْحِسَابِ طاز عالمگیری) اور مستحب یہ ہے کہ قبل داخل ہونے
کے غسل اور غسل نہ ہو سکے تو وضو کرے اور اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر جب
قبلہ شریف نظر آئے تو اول اوس کی عظمت اور فضیلت کو دھیان کرے کہ یہ وہ مکان
اقدس و اعلیٰ ہے جس کو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے پسند فرمایا ہے۔ کمال شوق اور تعظیم سے درود پڑھے۔ پھر جب داخل ہو
مدینہ منورہ میں یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ
مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ؕ اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاغْفِرْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَفَضْلِکَ
اور یہ لازم ہے کہ کمال فروتنی اور عاجزی سے اوس شہر پاک کی عزت کو خیال کرتا
ہوا اور درود شریف پڑھتا ہوا داخل ہو اور یہ تصور کرے کہ اس شہر پاک کو کس
ذات پاک کے رہنے سے شرف و اجلال حاصل ہے اور یہ وہ مقام ہے کہ حق
تعالیٰ نے اپنے نبی کریم کا ہجرت گاہ ٹھہرایا اور اصل اسلام اور منبع ایمان اور چشمۂ
عرفان ہے اور دل کو ہیبت اور عظمت محمد رسول اللہ صلعم سے بھر لے اور وہاں چلتے
ہوئے یہ خیال کرے کہ یہ گذرگاہ جناب رسالت مآب سرور عالم صلعم ہی شاید میرا
قدم حضرت کے موضع قدم مبارک پر پڑ جائے۔ پھر مسجد میں داخل ہو تو اول داہنا
پاؤں مسجد شریف میں رکھے اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ
رَحْمَتِکَ۔ اور مسجد شریف میں باب جبرئیل سے داخل ہو (فتح القدیر) اور خیال

روضہ شریف کا۔ روضہ شریف اوس مقام کا نام ہے کہ جو منبر اور قبر شریف کے درمیان میں ہے حدیث صحیح میں وارد ہے کہ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ ط اور نیز حدیث میں وارد ہے کہ منبر میرے حوض پر ہے (کذا فی ما ثبت فی السنۃ والجذب القلوب) پھر اوس جگہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے اس طریقہ پر کہ ستون منبر کا داہنے کاندہے پر ہو اور مقوس لکڑی کا قبلہ مسجد میں ہے وہ دونوں آنکھوں کے سامنے ہو کہ یہ مقام حضرت صلعم کے کھڑے ہونے کا ہے (فتح القدیر) پھر بعد نماز سجدہ شکر کا ادا کرے کہ دولت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے نصیب کی پھر دعا مانگے۔ اور اوسکی مقبولیت کی حق تعالیٰ سے مدد چاہے کہ حضور مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رعایت آداب میں مجھ سے کوئی قصور نہ ہو پھر آئے طرف قبر شریف کے کمال عجز و انکسار کے ساتھ آنکھیں جھکائے اور متوجہ ہو۔ اور وہاں کی آرائش و زینت پر نظر نہ ڈالے کہ ادب سے بعید ہے۔ الحاصل قبر شریف کے سامنے قبلہ کو پشت دیکر چار ہاتھ قبر شریف سے بائیں جانب ہٹ کر کھڑا ہوا اور زیارت کے وقت نہایت خضوع و خشوع ادب کے ساتھ بطور نماز کے دست بستہ ہو کر صورت مقدسہ رسول کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرے گویا لحد مبارک میں آپ آرام فرماتے ہیں اور میرے حاضر ہونے کو جانتے ہیں اور میرا کلام سنتے ہیں اسواسطے کہ حضرت صلعم کی حیات اور سماعت حدیث صحیح سے منقول ہے پھر کمال ادب کے ساتھ یہ عرض کرے معتدل آواز سے نہ بہت اونچی نہ بہت پست اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَرَحْمَۃُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ پھر تین بار کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ

یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتِمَ النَّبِیِّیْنَ ط اور آثار سلف سے
ثابت ہے کہ جو شخص قبر مبارک کے پاس یہ آیہ کریمہ پڑہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ
عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط بعد اوسکے ستر
بار کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ تو فرشتہ آسمان سے ندا دیتا ہے کہ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یا فلاں کوئی تیری حاجت وہ نہیں ہے کہ بر نہ لائی گئی (فتح القدیر و
جذب القلوب) پہر سلام پہونچائے اوسکا جس نے حضرت صلعم کو سلام عرض کر دیا
ہو اس طرح پر کہ السلام علیك یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا
محمد فلاں بن فلاں یسلم علیك یا رسول اللّٰہ پہر بقدر توفیق جن دعاؤں میں
کہ طلب رحمت اور محبت ہو وہ پڑہے اور درود شریف پڑہے پہر داہنے طرف
ایک ہاتھ ہٹے تا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے ہو اور یوں کہے
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَثَانِیَهٗ فِی الْغَارِ اَبَا بَكْرِنِ
الصِّدِّیْقِ جَزَاكَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا ط پہر ایک ہاتھ داہنے
طرف کو بڑہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے ہو کر یوں کہے اَلسَّلَامُ
عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِیْ اَعَزَّ اللّٰہُ بِكَ الْاِسْلَامَ
جَزَاكَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا ط پہر اپنے واسطے اور والدین کیواسطے
اور جس نے دعا کے واسطے کہہ دیا ہو اور جملہ مسلمانوں کے واسطے دعا کرے اور
اکثر اہتمام دعا میں حسن خاتمہ اور مغفرت کا کرے۔ پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے بطور اول کہڑا ہو کر حمد و ثنا اللہ پاک کی بجا لائے اور درود پڑہے
اور اپنے واسطے اور والدین کیواسطے اور اپنے دوستوں کے واسطے دعا کرے اور

ختم کرے آمین کے ساتھ پھر بعد فراغت زیارت کے آئے طرف روضہ کے منبر شریف کے پاس اور وہاں نماز کی اور دعا کی کثرت کرے کہ دعا اس جگہ مستجاب ہی پھر آئے ابو البابہ کے ستون کے پاس کہ جس میں ابو البابہ نے اپنے آپ کو باندھا تھا یہانتک کہ ان کی توبہ قبول ہوئے تو وہاں دو رکعت نماز نفل پڑہے۔ اور توبہ کرے اور دعا مانگے۔ پھر آئے منبر کے پاس جسپر حضرت صلعم خطبہ پڑہتے وقت دست مبارک رکھتے تھے آپ بھی بہ نیت برکت اسپر ہاتھ رکھے۔ پھر آئے ستون حنانہ کے پاس اوس مقام کی زیارت کرے جو حضرت صلعم کے فراق میں رویا تھا قصہ اسکا حدیث میں مذکور ہے۔ پھر کوشش کرے اس امر کی کہ ایک رات مسجد نبوی میں بیدار رہے اور منبر او قبر شریف کے درمیان میں قرآن شریف پڑہے (عالمگیری) اور اسپر مستعد رہے کہ جبتک وہاں رہے جماعت فوت نہ کرے۔ پھر جنت البقیع کو جائے تاریخ مدینہ منورہ میں مذکور ہے کہ دس ہزار صحابی اسمیں مدفون ہیں۔ اور حضرت کعب رض سے روایت ہے کہ توریت میں آیا ہے کہ مقبرہ بقیع پر ملائکہ موکل ہیں کہ جب مردوں سے بھر جایا کرے تو کنارے بقیع کے تھام کر جنت میں جھٹک دیا کریں اور نیز حدیث شریف میں وارد ہے کہ مقبرہ بقیع سے ستر ہزار آدمی اوٹھکر بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے اور منہ ان کے ایسے ہوں گے جیسے چودہویں رات کا چاند اہل قبرستان پر گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص و آیۃ الکرسی پڑہکر بخشنے نہ مسنون ہے پھر زیارت کرے شہداے احد کی اور کہے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ ط پھر زیارت کرے سید الشہدا حضرت امیر حمزہ عم رسول اللہ ؐ کی اور زیارت

کرے جبل اُحد کی کہ رسول اللہ صلعم نے اوسکے باب میں ارشاد فرمایا ہے ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ عَلٰی بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ اور وہاں کے پیل یا گھانس تبرکاً کھائے۔ (فتح القدیر و جذب القلوب) اور مسجد قبا میں آکے اور وہاں نماز پڑہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ اوس میں نماز پڑہنا مثل عمرہ کے ہے ثواب میں اور جو شخص چار مسجدوں میں نماز پڑہے رسول اللہ صلعم نے اوسکی مغفرت کی بشارت دی ہے۔ مسجد حرام مسجد نبوی مسجد اقصیٰ مسجد قبا اور مسجد قبا کے چاہ کا پانی پیئے کہ اوس میں آنحضرت صلعم نے اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا ہے اور جو مقامات پر مساجد معظمہ ہیں اور کوئیں ہیں اونکو اہل مدینہ خوب جانتے ہیں ان کی زیارت سے مشرف ہو اور جب رخصت ہونیکا قصد کرے تو قبر رسول مقبول صلعم کے پاس آئے درود و سلام پڑہے اور دعا مانگے اور پچھلے پاؤں پہرے اور مفارقت مسجد شریف اور قبر شریف سے کمال غمناک اور متاسف اور حسرت کرتا ہوا۔ اور گریہ زاری کرتا ہوا لوٹے اسواسطے کہ فراق قبر سید المرسلین محبوب رب العلمین میں رونا علامت ہے قبولیت کی اور یوں کہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ
لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ عَوْدِیْ
وَاغْفِرْ ذُنُوْبِیْ بِزِیَارَتِہٖ وَاَصْحِبْنِیْ
فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی
وَیَسِّرْ رُجُوْعِیْ اِلٰی اَھْلِیْ
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

حصّہ دوم

ضروریات سفر و ہدایات

ہمیشہ ہر جگہ کیواسطے قواعد و قانون انتظام کی آگاہی کی ضرورت ہوتی ہے

مکان سے چلنے پر چند جوڑے کپڑے اوس میں دو جوڑے نفیس نئے ہوں تو مناسب ہے ایک بعد حج احرام اُتار کر پہننے کے واسطے اور ایک جوڑا مدینہ منورہ میں حاضری کے وقت۔ اور جہاز کیواسطے اگر دو جوڑے رنگین میں ہوں تو بہت آرام ملیگا۔ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو جاتے وقت راستے میں اچھی سردی ہوتی ہے۔ اگر ایک جوڑا گرم ہو تو کافی ہے پھر گرم کپڑے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور بستر میں یا دو کمبل ضرور ہوں چند برتن ضروری۔ مصالحہ پسا ہوا۔ اچار۔ باقی چیزیں بمبئی سے خریدے۔ اور روغن زرد پانچ مہینے کے خرچ کا گھر سے لیجائے تو بہت ہی اچھا ہے ورنہ بمبئی میں تلاش کرکے لے پھر آگے اچھا نہیں ملیگا۔ فی کس ایک چھتری۔ بمبئی سے آٹا دالیں ترکاری بیسن یا ادم کا خرید لے بارہ دن جہاز کے۔ آٹھ دن کامران میں قرنطینہ میں رہنے کے۔ چار کا سامان ضرور ہمراہ ہو اور بسکٹ ہر قسم کے جو بمبئی میں بکثرت ملتے ہیں فی آدمی پانچ روپیہ کے ضرور خریدے بہت آرام دینگے۔ نارنگیاں۔ کھانا تھوڑے تھوڑے۔ ٹین کا ڈبہ پانی کے واسطے اور لوٹا و اگالدان ٹین کا۔ آہنی چولہا انگیٹھی اور ایک تبر لغیدہ۔ یعنی بڑی چھری جس سے لکڑی توڑی جائے۔ پنکھا

کپڑے کا مشکیزہ و ڈول ۔ شربت انار ترش ۔ نورتن ۔ ٹین کے چھوٹے چھوٹے چند برتن ۔
ایک مضبوط اور اونچی ایڑی کی سلیپر جہاز کے واسطے ۔ یہ سب چیزیں بمبئی میں تیار
ملتی ہیں ۔ اس سفر میں کوئی شے اپنی ہمراہ نہو جس کے گم ہوجانے سے افسوس
ہو دو ڈوری پاس بڑی بڑی ۔ اب بمبئی پہونچکر ٹکٹ خریدنے کے واسطے سرکاری طور پر
بہت سے ایجنٹ مقرر ہیں اونکے ذریعہ سے خریدنے میں کسی قسم کا دھوکہ نہیں ہے بلکہ
ان سے ہر قسم کی امداد ملتی ہے منجملہ سارے ایجنٹوں کے منشی محبوب علی صاحب ایجنٹ
بھنڈی بازار بمبئی بہت لائق اور مسافر نواز اور بہت وسیع الاخلاق اور خدا پرست
شخص ہیں ہر شخص کا کام بڑی ہی دلسوزی سے کرتے ہیں اور جس شے کی بمبئی میں
خریدنے کی ضرورت ہو اوس کو صاحب موصوف نہایت درجہ کفایت سے خرید دینگے
جو حاجی محبوب علی صاحب کے پاس آجاتے ہیں اونکا کل کام وہ کر دیتے ہیں اور
اسقدر کوشش کرتے ہیں کہ بمبئی کی دنیا میں کسی شخص سے ممکن نہیں ۔ قبل از روانگی
اون سے ہر قسم کی جہاز کی کیفیت دریافت کر سکتے ہو اگر مکان کی ضرورت ہے تو
پہلے سے اطلاع دینے پر مکان بھی تیار ملے گا ۔ جس کرایہ کے مکان کی ضرورت ہو ۔
پاس پورٹ ۔ ایک سرکاری سند بلا قیمت سرکار سے ملتی ہے ۔ جس کا ایک منشی
کونسل جدہ میں لے لیا جاتا ہے یہ اس ضرورت سے ہے کہ حج کے جانے والے کو
راستہ میں یا جدہ میں کسی قسم کا نقصان جہاز والے سے یا اور کسی سے پہونچے
تو اس پاس پورٹ کے منشی کے ذریعہ سے کونسل میں درخواست دینے پر وہ شخص
جس گورنمنٹ کے علاقہ کا ہے وہاں کا سفیر اوس پر توجہ کرے گا اور اوسکی
دادرسی ہوگی ۔

جہاز کی روانگی کے ایک روز قبل عام اطلاع کی جاتی ہے چونکہ جانیوالے
متفرق جگہ ٹھہرے ہوتے ہیں اور وقت معینہ پر معہ سامان کے گودی میں پہنچنا ہوتا ہے
وہاں ایک مکان بنا ہوا ہے اوس کو بھپارہ گھر کہتے ہیں۔ ہر شخص کے پاس تین قسم
کا سامان ہوتا ہے۔ غلہ کی بوری۔ کپڑوں وغیرہ کا صندوق۔ بستر کا پلندہ اور
متفرق چیزیں کھانا وغیرہ۔ ٹکٹ کے ساتھ چند کاغذ چھپے ہوئے ملتے ہیں
اس پر اپنا نام لکھکر صندوق وغیرہ پر لگا دیتے ہیں۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ کسی
رنگ سے بوری اور صندوقوں پر بہت موٹے موٹے حرفوں میں اپنا نام لکھہ دیا جائے
تو پہچاننے میں تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ جب گودی پر پہونچے تو وہاں کے
خلاصی سرکاری طور پر بلا مزدوری کام کرتے ہیں اور سامان جہاز پر گاڑیوں میں
بھرکر پہونچا دیتے ہیں۔ مگر وہاں کی صورت یوں ہوتی ہے کہ وہ خلاصی سارے
مسافروں کی بوریوں کا ایک مقام پر ڈھیر لگا دیتے ہیں اور بستر بھپارہ گھر میں لیجاکر
بھپارہ میں ڈالدیتے ہیں سارے بستروں کو انجن کے ذریعہ سے بھاپ دی جاتی ہے
کوئی چیز بستر میں چمڑے کی نہ ہو ورنہ خراب ہو جائے گی پس جس وقت بھپارہ گھر
میں آنیکا حکم ہوا (اوس کے اندر دس آدمی آتے ہیں) چار لین ہیں تو ہر شخص
اوس میں داخل ہوا اوسکا صندوق خلاصیوں نے اوسکے سامنے رکھدیا اور
متفرق سامان اپنے ہاتھہ میں لیے گئے۔ پھر ہر شخص نے اپنا اپنا صندوق
کھولا اور ٹکٹ ہاتھہ میں لے لئے گویا دوکانیں لگی ہوئی ہیں پھر
ڈاکٹر آئے نمبروار ہر شخص کے کپڑے دیکھے جسکا میلا کپڑا ہوا اوسکو بھی بھپارہ میں ڈالدیا
گیا اور صندوق میں اگر کوئی میلا کپڑا ہے تو وہ بھی داخل بھپارہ ہوا۔

پھر ڈاکٹر صاحب نے دوسری مرتبہ کے دورے میں ہر شخص کے ہاتھ پر صندوق پر اور
جو کپڑا پہنے ہیں اوس پر مہر لگا دی پھر صندوق بند کر دئے گئے اور وہ آدمی دوسرے
کمرے میں بھر دئے گئے۔ اسی طرح جب باقی سارے مسافر پاس ہو گئے تو اپنا
متفرق سامان اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے تشریف لیچلے اور جہاز میں سوار ہوئے
اب خلاصی گاڑیوں میں سارا سامان بھر کر جہاز میں پہونچا دینگے صندوقوں کا علیحدہ
ڈھیر لگا دیں گے اور بوریاں کا علیحدہ اور بستروں کا علیحدہ اب جہاز میں ہر شخص
اپنا اپنا سامان بوری صندوق بستر تلاش کر کر کے نکال لیتا ہے کوئی چیز گمتی
نہیں ہے مگر جس کی بوری سینکڑوں بوریوں میں نیچے ہے اوس کو دوسرے روز
ملتی ہے وہ پریشان رہتا ہے اوس کی ترکیب یہ ہے کہ جسوقت گودی پر پہونچی
تو کسی خلاصی کو اوسکا منہ دیکھ کر اور باقاعدہ طور پر اوسکو اپنا سامان دکھلا دیا
وہ اوس پر اپنا نشان کر لیگا اور جہاز میں کل سامان آپ کا آپکے پاس پہونچا
دیگا۔ اور ایک بات یہ ہے کہ اگر روز قبل روانگی سے جہاز پر جا کر جہاز کے خلاصیوں
کے سردار کو جس کو ٹنڈیل کہتے ہیں سلام کر آئے اور اپنے واسطے جگہ تجویز کرا گئے تو
وقت پر دقت نہیں ہوگی چونکہ جہاز میں جگہ دی نہیں جاتی ہے بلکہ ہر شخص جو پہلے
پہونچا اوس نے اچھی جگہ قبضہ کر لیا۔ جہاز میں سوار ہونے تک تھرڈ کلاس و
سکنڈ کلاس و فسٹ کلاس کے جانے والوں کی ایکسی ہی حالت ہوتی ہے۔

جہاز میں پہونچنے پر فسٹ کلاس والے اپنے کوٹھڑیوں میں بیٹھے۔ اور سکنڈ کلاس والے اوپر
چھتری پر اور تھرڈ کلاس والے نیچے توتق میں۔ توتق میں پہلا حصہ بہت آرام کا ہے
جہاز والے پہلے دن پانی نہیں دیتے ہیں ضرورت کے لائق رکھ لینا چاہیئے۔ پانی ناپ سے

ملتا ہے۔ دو آدمیوں میں نصف کنستر تیل والا ڈبہ بھرتا ہے جو ۲۴ چوبیس گھنٹے میں ایکبار پینے کو اور کھانا پکانے کو احتیاط سے کافی ہوتا ہے۔ اگر وضو وغیرہ بھی اسی میٹھے پانی سے کرنا چاہئے تو انتظام کر لے۔ لکڑی کھانا پکانے کو کافی ملتی ہے مگر کھانا پکانے میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ چولھے مسلسل لین کی لین بنے ہوتے ہیں اور پکانے والے بہت پس جسوقت وہ سب کے سب روشن ہو گئے پھر کیا پوچھتے ہو اگر آرام چاہے تو ایک بوری کوئلوں کی رکھ لے پس علیحدہ جگہ میں انگیٹھی وغیرہ میں پکا لے موجودہ وقت میں جتنے جہاز ہیں ان میں جرمن کا جہاز (مال گراف) بہت ہی اچھا ہے اوس میں ہر قسم کی آسائش ہے۔ جگہ اچھی پانی علی الحساب اور چولھوں میں صبح سے رات کے بارہ بجے تک کوئلے روشن رہتے ہیں۔ اور گیارہ دن میں بمبئی سے جدہ پہونچتا ہے اس سے اچھا جہاز نہیں ہے اسکے بعد (بدری) جہاز کا نمبر ہی چال میں بھی قریب قریب ہے اور جگہ کا بھی کسی قدر آرام ہے اور باقی جہاز سب سست طلب ہیں ایک کوئی سولہ دن میں آتا ہے کسی کی راستہ میں دو دو جگہ درستی ہوتی ہے جب بمبئی پہونچتا ہے۔

تا و السی اور ساری مفصل کیفیتیں سفرنامہ میں موجود ہیں۔

اسمِ تاریخی

کیفیت حج و مدینہ منورہ کی سفری

۱۳۲۷ھ

از ۲۷ شوال ۱۳۳۷ھ تا ۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ

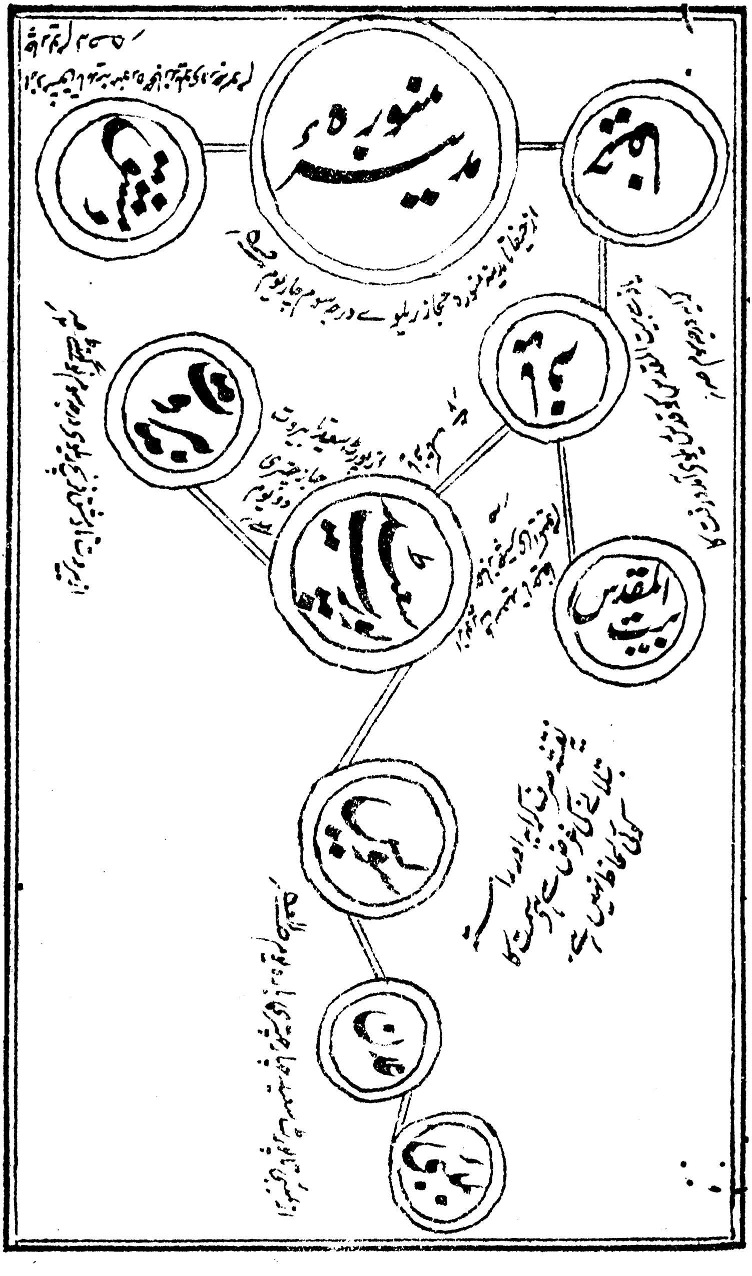
مدینہ منورہ
بیت المقدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیارت حرمین الشریفین ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے کہ ہر مسلمان کی دلی آرزو یہی ہوتی ہے کہ میں ضرور پہونچ جاؤں مگر ارادہ اسی وقت ہوتا ہے جب انسان وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ط کا مصداق ہو۔ میں نوسال سے حیدرآباد دکن میں بتلاش معاش پڑا ہوا تھا تو اس صورت میں گویا میں نے اس سفر کا خواب ہی نہیں دیکھا تھا مگر مشیت تقدیر کر چکی تھی تو اوسکا یہ سبب پیدا ہوا کہ جناب والد صاحب قبلہ وطن سے تشریف لائے اور تین روز قیام کیا۔ اور مجھے ہمراہ لیتے ہوئے یکم ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ھ کو بمبئی پہونچ گئے۔ بارہ روز ٹکٹ وغیرہ کے انتظام میں گذرے بارہویں جہاز میں سوار ہو گئے اور پانچ بجے جہاز نے گودی سے چلکر تین میل پر لنگر کر دیا۔ اور ۱۴ ذیقعدہ سنہ صدر کو تین بجے دن کے روانہ ہوا۔ ۲۱ ذیقعدہ سنہ صدر یوم یکشنبہ آٹھ بجے رات کو عدن پہونچا۔ رات کو ایک بجے سے پچاسوں کشتیاں ضروری اشیاء لیکر چاروں طرف جہاز کے جھک گئیں۔ اور ایک ہفتہ کے ترسے ہوئے مسافر بھی جا پہونچے اور ایک ہنگامہ ہنسی میں۔ اردو۔ انگریزی۔ عربی زبانوں میں خرید و فروخت شروع ہو گئی۔ ایک ٹوکرے میں دو ڈوریاں بندھی تھیں ایک ڈوری اوپر پھینک دی گئی اور ایک اون کے پاس رہی اس ٹوکری کے ذریعے ہر شئے کی آمد و رفت تھی جو شئے پسند ہوئی اوسکی قیمت ورنہ واپس صبح تک

یہی ہوتا رہا۔ صبح ہونے پر ادن کی صورتیں اور ہر شے دیکھنے میں آئی اور جس کو جس شے کی ضرورت ہوئی اوس کی قیمت دریافت کرکے طلب کرلی۔

عدن بمبئی سے (۱۹۲۵) میل ہے اور جدہ سے (۷۲۰) میل ہے۔ جزیرہ عرب میں عدن ایک پہاڑی جگہ ہے یہاں سرکار انگلشیہ کا راج ہے۔ پولٹیکل ریزیڈنسی پولیس فوجی چھاونی توپخانہ قلعہ ہے چند سلطنتوں کے سفیر یہاں رہتے ہیں لب سمندر چھوٹا سا بازار ہے۔ ڈاک خانہ۔ تارگھر ہے۔ شہر عدن بندر سے چار میل پر ہے ہر ملک کے تاجر ہندو مسلمان۔ پارسی۔ فرانسیسی ہیں۔ بہت سی سلطنتوں کے جہاز۔ چوبی مکان چھہ منزلے سات منزلے۔ اور سمالی سیاہ فام آدمیوں کی آمد و رفت۔ دریا کے کنارے اچھا منظر ہے یہاں ایک پہاڑی (کوہ صمصام) اور ایک کنواں ہے جس کا عمق (۱۴۰) گز ہے ۲۰ ذیقعدہ سنہ ... کو گیارہ بجے دن کے جہاز روانہ ہوا شب کے دس بجے باب سکندری گذرا دونوں طرف صرف قریب قریب پہاڑوں پر روشنی معلوم ہوئی۔ ۲۳ ذیقعدہ سنہ ... کو چار بجے دن کے کامراں پہونچا مغرب تک قرنطینہ کے مکانات میں داخل ہوگئے۔ آٹھ روز یہاں قیام رہا۔ بستر و غلہ و ضروری برتن ہمراہ لے آئے باقی سامان جہاز میں چھوڑ دیا گیا۔ قرنطینہ میں پہنچے سارے کپڑوں کو بھاپ دی گئی۔ اور سارے لوگوں کو غسل دیا گیا۔ چھتوں میں متعدد فوارے لگے ہوئے ہیں جس قدر آدمی اوس کمرے میں آسکتے وہ اون فواروں کے نیچے کھڑے ہوکر نہالئے دوسری طرف سے باہر آئے اور اپنا اپنا سامان لیکر رہنے کے مکانات میں چلے گئے جہاز کے لوگوں کے واسطے علیحدہ علیحدہ کمپونڈ بنے ہیں بہت بڑے بڑے تینوں طرف لکڑیوں کی دیواریں ہیں۔ ایک طرف سمندر ہے مسجد بھی صحن میں ہے

وسط میں بارگیں بکثرت بنے ہوئے ہیں پانی شیریں اور لکڑی افراط سے ملتی ہے ضروری چیزوں کی دوکانیں بھی ہیں دنبہ بکری وغیرہ بھی ملتا ہے آب ہوا بہت ہی اچھی غرض قرنطینہ میں کسی طرح کی تکلیف نہیں صرف اُتنے دن بیکار جاتے ہیں۔

یکم ذیحجہ سنہ ۱۳۲۶ھ یوم سہ شنبہ دو بجے دن کے کامراں سے جہاز میں آگئے اور ۲ ذالحجہ سنہ صدر یوم چہارشنبہ کو دس بجے دن کے جہاز روانہ ہوا۔ ۳ ذالحجہ سنہ صدر یوم پنجشنبہ شب کو آٹھ بجے کوہ یلملم آیا جہاز کی سیٹی نے سب کو احرام باندھنے کے واسطے ہشیار کردیا۔ صبح کے دس بجے تک سب کے سب محرم ہوگئے ۴ ذالحجہ سنہ صدر چار بجے دن کے جدہ پہونچے۔ جہاز سے کشتی میں آگئے کہ زوردار بارش شروع ہوئی سارا سامان تر بتر ہوگیا۔ غرض کہ بھیگا ہوا سامان لیکر چلے اور آبادی جدہ میں ٹھیرے اور قبل از مغرب حضرت دادی حوا علیہ السلام کے مزار پر جاکر فاتحہ پڑھنے۔ بچوں کی قبر پر جانے کا اتفاق نہیں ہوا ۵ ذالحجہ سنہ صدر یوم شنبہ اونٹ کرلئے گئے اور آٹھ بجے تک قافلہ مرتب ہوکر روانہ ہوا دو تین میل قافلہ پہونچا ہوگا کہ بارش شروع ہوئی اور ایک گھنٹہ کامل زوردار بارش ہوتی رہی۔ اور ہوا بھی بہت تند چلتی رہی اور ہر شخص احرام میں تھا۔ سر چھپا نہیں سکتا دو منزل کا سفر تھا اس وجہ سے اونٹ کے اوپر کوئی سایہ کا انتظام بھی نہیں کیا تھا بعضوں کے شبری و شغدف کے اوپر سایہ تھا نا تجربہ کاری کیوجہ سے چھتری بھی نہیں تھی غرضکہ تمام قافلہ کے دانت بجنے لگے اسوقت ہر زبان پر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ

اللہ اکبر جاری تھا قریب تھا کہ روح بیچین ہوکر جسم سے پہلے ہی منزل مقصود
کو پہونچ جائے کہ دفعتاً بارش رکی اور دہوپ نکلی کسی قدر تسکین ہوئی مگر بستر
وغیرہ نہیں سوکھے بعد مغرب مقام (بہرہ) میں قافلہ کا قیام ہوا۔ جدہ سے
مکرمہ تک دو منزل ہیں بالکل امن ہے۔ راستہ میں بکثرت چوکیاں ٹھیکریوں
پربنی ہوئی ہیں اور ترک ہروقت مسلح موجود ہیں۔ بہرہ ایک چھوٹا سا مقام ہے
مگر آٹھ سو اونٹ کا قافلہ جس کی تعداد قریب اڑہائی ہزار آدمی ہوئے۔ روٹی سالن
چار اور تمام ضروری چیزیں سب کو مل گئیں۔ وہاں بیس پچیس دوکانیں اور دس
بارہ چارخانہ ہوں نگے اور بہر بازار میں اوسی طرح ہر شئے موجود۔ ۶ رذالحجہ
سنہ صدر یوم یکشنبہ قافلہ روانہ ہوا قریب مغرب کوہ نور نظر آیا سب لوگ
سواری سے اُترے اور داخل مکہ ہوئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ۔ بعد عشا
داخل حرم شریف ہوکر طواف قدوم وسعی وصفا ومروہ سے فارغ ہوئے۔ ۷ رذالحجہ
سنہ صدر یوم دوشنبہ عرفات جانے کے انتظام میں گذری ۸ رذالحجہ سنہ صدر
یوم سہ شنبہ بعد نماز فجر روانہ ہوکر منیٰ میں قیام کیا۔ اور ۹ رذالحجہ سنہ صدر یوم
چہار شنبہ کو فجر کی نماز مسجد خیف میں ادا کرکے روانہ ہوئے۔ اور حدود عرفات میں
مسجد نمرہ ہے اوس میں ایک پیچھے دونوں نمازیں ظہر وعصر کی ادا کرکے داخل
عرفات ہوئے اوسوقت خوشگوار باران رحمت ہو رہی تھی۔ معلوم ہوا کہ اُسوقت
ہمیشہ ایسی ہی باران رحمت ہوتی ہے۔ ترکی۔ شامی۔ مصری مغربی جاوی وغیرہ
تو سیدہے۔ میدان عرفات میں جاکر مقیم ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ ان میں کے اور
زائد ہندی موافق حکم کے منیٰ میں ٹھہرتے ہیں اور پانچ نمازیں مسجد خیف میں

پڑھ کے ۹ ذی الحجہ کی صبح کو روانہ عرفات ہوتے ہیں۔ چار روز تک رات دن چو سطری
تین اونٹوں کی برابر جاتی رہتی ہے مگر مکہ سے عرفات تک راستہ بھرا رہتا ہے اور
۹ ذی الحجہ سے صدر کو سب چل پڑتے ہیں اور بعض قافلہ ہی دیر سے پہونچتا ہے۔
تو وہ لوگ سیدھے عرفات کو آتے ہیں اور مغرب تک آتے رہتے ہیں چونکہ ۹ ذی الحجہ
دن کے شب تک کوئی مسلمان سوتا جاگتا ارادہ بلا ارادہ اس میدان سے گذر جائے
تو خدا کی غیر محدود رحمت اوس کو حاجی بنا دیتی ہے۔ میدان عرفات میں لاکھوں مخلوق
ایک صورت ایک لباس میں موجود ہوتی ہے اور لاکھوں خیمے مسلسل لگے
ہوتے ہیں اور لاکھوں ویسے ہی بستر لگائے بیٹھے ہوتے ہیں اور ہزاروں آرہے
ہیں۔ اور ہزاروں پہاڑ پر چڑھ گئے ہیں کہ پہاڑ چھپ گیا ہے تاہم تک پہونچ گئے ہیں اور
ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ ایسے مقام پر پہونچ جانا چاہئے کہ جہاں سے کم سے کم
مسجد ابراہیمی اور خطیب نظر آجائیں۔ غرض نو لاکھ سے زیادہ کا مجمع مختلف صورت سے
اس حدود میں موجود ہوتا ہے جس وقت چار بجے خطیب صاحب احرام باندھے
اونٹنی پر سوار معہ ایک دستہ فوج ایک غلام خاص ہمراہ مسجد ابراہیمی میں تشریف
لائے تو اوسوقت شامی۔ مصری۔ شریفی۔ شاہی۔ چار توپ خانہ موجود ہوتے ہیں
پس ان سے سلامی سر ہوتی۔ دور والے بھی ہوشیار ہوگئے کہ خطیب صاحب
آگئے۔ اونکا غلام بڑی چھتری لگائے ہوئے کھڑا ہوتا ہے۔

جبل عرفات

بے انتہا سرِ فلک پہاڑوں میں علیحدہ کو ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جس کی وضع و قطع دوسرے پہاڑوں سے مختلف ہے۔ قدرت نے پیارے پیارے پتھر ایک دوسرے پر رکھ کر ایک پہاڑ بنا دیا ہے۔ ایک سیاح کا قول ہے کہ میں نے آجتک ایسا پہاڑ نہیں دیکھا جس کے تمام پتھر علیحدہ ہوں حالانکہ میں نے تمام ملایہ پہاڑ۔ راولپنڈی۔ حسن ابدال ہزارہ۔ کاغان۔ گلگت۔ چترال۔ پشاور۔ بمبئی جنوبی افریقہ وغیرہ وغیرہ کی سیر کی ہے لیکن اس قسم کا پہاڑ نہیں دیکھا۔ جبل عرفات میدان میں واقع ہے جس کے چاروں طرف پہاڑ ہیں اوپر کے حصے میں ایک برجی بنی ہوئی ہے۔ میدان تمام ریتیلا ہے۔ درخت ایک بھی نہیں ہے۔ اس میدان میں کوئی نماز پڑھی نہیں جاتی ہے صرف بعد زوال کے مغرب تک وقوف کا نام حج ہے۔ شب کی حاضری بھی کافی ہے۔ غرضکہ ۹ ذالحجہ سنہ ۱۳۲۷ھ یوم چہارشنبہ یہ حقیر بھی میدان عرفات میں موجود تھا۔ (اسی جگہ سیدنا آدم علیہ السلام و سیدنا حوا علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تھی اس لئے یوم عرفہ قرار پایا) (حضرت صلعم نے حجۃ الوداع کا خطبہ بھی اسی پہاڑ پر فرمایا تھا) سامنے جبل رحمت نظر آرہا تھا۔ میں بڑھتے بڑھتے زیر جبل رحمت پہونچا۔ کنارے کنارے نہر ہے اس میں وضو کرکے اوپر چڑھنا شروع کیا

نوٹ ۔ حضرات ناظرین۔ اس سفر میں میں نے جو جو واقعات دیکھے وہ بلا کم و کاست لکھدئے اسمیں کسی صاحب کو اس قسم کے اعتراض کا حق نہیں ہے کہ عبارت نہیں ہے اور فلاں بات رہ گئی۔ یہ کیوں نہیں ہے وہ کیوں ہے۔

میں ایسی جگہ پہونچ گیا تھا جہاں سے خطیب صاحب کی نورانی صورت اور انکی حرکات وسکنات اچھی طرح معلوم ہوتے تھے۔ مگر آواز نہیں آتی تھی (بعد زوال مغرب تک یہ سب وقت قبولیت دعا کا ہے) جب چار بجے اور خطبہ شروع ہوا تو میدان کے لوگ جو خیموں میں تھے وہ اپنے اہل وعیال کو لیکر باہر نکل آئے اور بہت سے پہلے ہی سے میدان میں تھے اور بہت سے آرہے تھے کوئی حدود میں داخل ہو گیا تھا کوئی میل کے فاصلہ پر آرہا تھا۔ اور بہت سے پہاڑ کے اوپر بیٹھے ہوئے تھے۔ خطیب صاحب نے جس وقت تلبیہ کہا یعنے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اور ان کے غلام نے رومال ہلایا جس سے منشا یہ ہے کہ سب لوگ تلبیہ پڑہیں۔ تو غلام کے رومال ہلانے پر پہاڑ پر کے سب لوگ رومال چادریں دامن جو کچھ کپڑا ہو وہ ہلاتے رہتے ہیں اوس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ نیچے کے سب لوگ جو میلوں تک پھیلے ہوئے ہوتے ہیں دیکھکر تلبیہ باواز بلند پڑھتے ہیں دور سے آتا ہوا ہی لاکھوں کپڑے ہلتے ہوئے دیکھکر مطلب سمجھ لیتا ہے اور تلبیہ پڑہتا ہوا چلا آتا ہے۔ مگر یہ ایک عجیب جلوہ نظر آتا ہے کہ میدان کے سارے لوگ بھی اپنا اپنا کپڑا ہلاتے رہتے ہیں۔ مغرب تک خطبہ پڑہا جاتا ہے اور ہر پانچ منٹ پر تلبیہ پڑہنے کے واسطے رومال وغیرہ ہلائے جاتے ہیں اور چاروں توپ خانوں سے فیر ہوتے رہتے ہیں۔ قبولیت دعا کا وقت مخلوق گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں مانگنا ایسے وقت میں اگر خدا چشم بینا دے یا کسی آنکھوں والے کا دامن پکڑے ہو تو وہ خدا کی اوس رحمت کو جو اوس وقت نازل ہوتی ہے محسوس

کرسکتا ہے۔ خدا کی قسم قربان ہو جانے کا مقام ہے جس وقت بندہ کہتا ہے
اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ۔ تو اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ یَا عَبْدِیْ لَبَّیْکَ
(اے اللہ میں حاضر ہوں — اے بندے میں حاضر ہوں)
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر

یہ اسلامی برقی طاقت ہے کہ جس سے چار دانگ عالم کے
لوگ اپنے مرکز حقیقی کی طرف کھچے آتے ہیں۔ بادشاہ و فقیر
سب ایک لباس میں۔ اسکا نام توحید ہے کیا کوئی دوسرا
مذہب ایسی توحید بتا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اب یہ خیال ہوا کہ نیچے چلکر اوپر کا منظر دیکھنا چاہیئے پس نیچے میدان رحمت میں آگئے اب جو اوپر نظر کی تو بجائے جبل عرفات کے جبل انسان نظر آتا تھا۔ غرض کہ اسی جوش و خروش میں مغرب آئی میدان عرفات سے واپس ہوئے۔ اس جگہ پہاڑوں کے درمیان میں غالباً آدھ میل راستہ چوڑا ضرور ہوگا۔ مگر جس وقت نو لاکھ آدمی اور لاکھوں اونٹ اور اونٹ والے سوار و پیدل جو چار روز میں جمع ہوئے تھے ایک دم سے چل پڑے یہ کیفیت لکھنے میں نہیں آسکتی ہے۔ میدان عرفات۔ مزدلفہ۔ منیٰ۔ ہر مقام پر دوکاندار ہر قسم کے ضروری چیزیں لئے ہوئے موجود ہوتے ہیں۔ یہ حق الیقین ہے کہ سب دوکاندار انسان نہیں ہوتے ہیں۔ اسواسطے کہ نو لاکھ آدمیوں کو روٹی۔ سالن۔ میوے مٹھائی۔ سگریٹ وغیرہ وغیرہ کافی ہونا کیا سب کے خریدنے کے بعد بھی دوکانیں اوسی طرح سامان سے بھری نظر آتی ہیں یہ نہیں ہوتا کہ کسی کو کوئی شئے نہ ملے جس وقت جو چیز درکار ہو موجود ہے پھر یہ بھی نہیں کہ روکھی سوکھی

لجائے۔ جیسی غذا درکار ہو ہی ملے گی اور ہر چیز ملے گی غرضکہ واپس ہو کر مزدلفہ میں آئے۔

لکھا ہے کہ شیطان۔ میدان عرفات میں باہر بہت ہی ہاے وائے کرتا ہے اور واویلہ مچاتا ہے اور بڑی زحمت سے روتا ہے۔ کہ اوس کی تمام ذریت جمع ہو کر پوچھتی ہے کہ اوستاد ایسی کون سی مصیبت آگئی جو تم ایسے بدحواس ہو۔ وہ کہتا ہے کہ کیا پوچھتے ہو کہ کیا ہو رہا ہے میری برسوں کی کمائی آنِ واحد میں لٹی جاتی ہے۔ یعنے میں نے برسوں میں کس کس کر سے دھکا بہکا کر مخلوق سے ارتکاب معاصی کرائے تھے۔ وہ سب کے سب صرف اس میدان کی حاضری میں دہلے جاتے ہیں اور وہ بے گناہ ہوئے جاتے ہیں اور جو حق العباد باقی رہ گئے اس کے معاف کردینے کا وعدہ اللہ جلہ شانہٗ (رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) سے مسجد مشعر الحرام میں رات کی حاضری پر فرمادیا ہے۔

اور مغرب وعشا (جمع تاخیر) ادا کی یہ وہ مقام ہے جس کے متعلق اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے فَاِذَآ اَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ۔ یہاں آکر ایک رات آرام کرنے کے واسطے نہیں ہے بلکہ عبادت کے واسطے اور قبولیت کی شب ہے۔ جتنے لوگ پہلے پہونچے وہ صحن مسجد میں بستر لگائے بیٹھے تھے۔ ساری مسجد صحن ہے۔ باہر میدان میں ٹھہرے جن کے پاس خیمے تھے وہ خیموں میں تھے غرضکہ بہت ہی سردی تھی احرام قایم سر چھپا نہیں سکتے اور

بغیر سر چھپائے سردی نہیں جاتی - اس عجیب لطف میں صبح ہوئی نماز فجر ادا کر کے منیٰ میں آئے
۱۰ ذی الحجہ سہ صدر روز پنجشنبہ تین روز منیٰ میں ٹھہرنے کا حکم ہے - اول قربانی کیگئی عجیب
لطف ہوتا ہے بڑے بڑے گڑھے کھدے ہوئے ہوتے ہیں اور میدان میں بکری - دنبہ
اونٹ جمع ہوتے ہیں ہر شخص نے اپنی ضرورت کے لایق خریدے قیمت ادا کر کے ذبح کئے
بس ہاتھوں ہاتھ بدو اور ان کی عورتیں چھین لے گئیں - آپس میں لڑتی جھگڑتی ہوئی - یہ
خالی ہاتھ چلے آئے اگر کوئی جانور رکھنا چاہا تو اس کو احتیاط سے بچا لیا اور لے آئے
قربانی کے جانوروں کا گوشت تو بدو کھا جاتے ہیں اور کھال گورنمنٹ میں جمع ہوتی ہے
اور آخر کو سارے جانور ذبح کئے ہوئے داخل گڑھا ہوتے ہیں اور بعد کو وہ گڑھے پاٹ
دئے جاتے ہیں - پھر سر منڈا باہر اپنی جگہ قیام پر آ کر غسل کر کے تبدیل لباس کیا - اب
طواف شکریہ فرض ہے ۱۰ ذی الحجہ سہ صدریہ سے ۱۲ کے قبل از مغرب تک مکہ کو جا کر
طواف شکریہ ادا کر کے واپس منیٰ کو چلے آنا ہی لازم ہے - اب ایک رکن منیٰ میں
شیطانوں کو پتھر مارنے کا ادا کیا گیا - منیٰ میں قریب ہی پہاڑی پر مقام کبش ہے جہاں
سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ ؑ ذبح کے لئے لائے گئے تھے تو راستہ میں تین مقاموں پر
شیطان نے بھکایا تھا انہیں مقامات پر برج بنے ہوئے ہیں انہیں کو شیطان کہتے
ہیں اور ان پر کنکریاں مارنا حج کے ارکان میں داخل ہے - مقام کبش میں نوافل پڑھتے
ہیں اسکے پاس دو پارہ شدہ پتھر موجود ہے جس کو چھری نے کاٹ ڈالا تھا اور قریب
ہی ایک غار ہے جس میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ ؑ تشریف لے گئے تھے - منیٰ - مسجد
خیف کے باہر دامن کوہ میں غار مرسلات ہے - اسمیں آنحضرت صلعم نے ایک جگہ
سر مبارک لگایا تھا اسکا نشان ابتک موجود ہے وہاں دعا و نوافل پڑھتے ہیں

شیطانونکو پتھر مارنیکا طریقہ اور نام

رمی جمرات

رمی پھینکنے کو کہتے ہیں۔ جمرہ کنکر جس کی جمع جمرات ہے۔ منیٰ کے بازار میں تین برج بنے ہیں۔ جمرہ اولیٰ و اوسط۔ و عقبیٰ۔ (۴۹) کنکریاں مارتے ہیں جنکو مزدلفہ سی بین کر لانے کا حکم ہے۔ دوسری جگہ سے لینا منع ہے۔ ۱۰ ہر ذالحجہ کو صرف جمرہ عقبیٰ کے سات کنکریاں مارتے ہیں۔ قبل از قربانی۔ ۱۱ ہر ذالحجہ کو تینوں جمرونکو سات سات کنکریاں مارتے ہیں بعد زوال کے اور ۱۲ ہر کو بھی بعد زوال کے تینوں جمرہ کو مار کر مکہ کو روانہ ہوجاتے ہیں ۱۱ ہر و ۱۲ ہر کو پہلے جمرہ عقبیٰ سے شروع کرتے ہیں اُس برج سے پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر کنکریاں مارنیکا حکم اور وہاں جو کنکریاں پڑی ہوتی ہیں اون کو لینا منع ہے اسواسطے کہ جنکا حج مقبول ہوتا ہے اونکی کنکریاں طلب ہوجاتی ہیں۔ باقی پڑی رہتی ہیں اور ایک ایک کنکری الگ الگ مارنیکا حکم ہے اگر اکٹھا ماریگا تو وہ ایک شمار ہوگی اب اس کیفیت کا بیان کرنا نہایت دشوار ہے کہ تو لاکھ انسان عورت و مرد سب کے سب ایک ہی وقت میں چار گز اونچے برج پر پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر کنکریاں ماریں تو کتنی کشمکش ہوگی دور سے کھڑے ہو کر دیکھو تو بے حساب ہاتھ چلتے ہوئے عجیب منظر نظر آتا ہے۔ اور وہ لوگ بہت ہی خوش ہوتے ہیں کہ جن کے ہمراہ عورتیں ہوتی ہیں رسوائے ہند کے دوسرے ممالک کی عورتیں تو خود مرد ہیں انکو کسی ہمراہی کی ضرورت نہیں البتہ اہل ہند اپنے پردہ نشین ریوڑ کو لئے ہوئے اور انکو سنبھالے ہوئے کہ کوئی اس گلہ سے باہر

نہ ہو جائے جو اس مجمع میں ملنا محال ہو جائیگا۔ پہلے تو یہ دوسرے کھڑے اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ میدان خالی ملے تو یہ کنکریاں ماریں [بازار کی سڑک دس گز چوڑی ہے] صرف پانچ گھنٹہ کا وقت۔ نو لاکھ آدمی میدان کیا خالی ملتا۔ مجبوراً اوسی مجمع میں یہ رکن بھی ادا ہوتا ہے غرض ۱۲ ہر ذالحجہ سنہ یوم شنبہ بمغرب مکہ میں آکر پڑ رہے (ہر مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد کا حکم ہے مگر بیت اللہ شریف میں بجائے اوسکے نفل طواف سنت ہے) (لکھا ہے کہ جس شخص نے پچاس طواف کر لئے تو وہ ایسا پاک ہو گیا جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا) اب ۲۲ ہر ذالحجہ سنہ تک بس حرم شریف میں پانچوں وقت نماز پڑھنا طواف کرنا وہاں بیٹھے رہنا۔ بازاروں میں تبرکات کے خرید نے کی فکر قہوہ خانوں میں بیٹھنا۔ اور اسکا انتظار کرنا کہ کب قافلہ کی روانگی کا حکم ہوتا ہے۔ اور متبرک مقامات کی زیارت کو ایک مرتبہ ضرور جانا۔ رقبہ ملک عرب کا بارہ لاکھ مربع میل ہے۔ زمین ناہموار رتیلی اور پہاڑ پہاڑوں کا سلسلہ دُور تک جنوب و مغرب کو چلا گیا ہے۔ ملک کا بہت بڑا حصہ غیر مزروعہ ہے۔ آب و ہوا تمام دُنیا میں ملک عرب کی گرم و خشک ہے جسمیں باد سموم چلتی رہتی ہے کاروان کے کاروان ہلاک ہو جاتے ہیں چھ لاکھ آبادی مکہ معظمہ کے قدیم باشندے بدو ہیں جو مکہ سے یمن تک بائیس لاکھ تو شمار میں ہیں اور واللہ عالم یہ سب پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ دیکھو تو میدان صاف ہے اور ایک بدو کی آواز پر گویا پہاڑوں کے پتھر بدو بنکر ایک آن واحد میں ہزاروں جمع ہو جاتے ہیں۔

عرب کے مغرب کیطرف بحر قلزم۔ اور جنوب کیطرف بحر ہند کا پانی لہریں مار رہا ہے خاص مکہ معظمہ میں کوئی دریا نہیں ہے۔ ملک میں پانی کی تنگی رہتی ہے بارش سالہا سال کے بعد ہوتی

ہے۔ زبیدہ خاتون بیگم ہارون رشید نے ایک نہر۔ نہر فرات سے نکالی ہے جسکا پانی مکہ میں برتا جاتا ہے (نہر زبیدہ) بازار لمبے چوڑے بارونق ہیں۔

بیت اللہ شریف کا

دروازہ ساج کی لکڑی کا جانب شرقی قدآدم بلند ہے۔ کواڑ دو نیز چاندی کے پتر چاندی کی کیلوں سے جڑے ہیں۔ اوپر سونیکا ملمع ہے۔ دروازہ پر زریں طلائی سبز رنگ کا ریشمی پردہ جسپر آیات قرانی بنی ہوئے ہیں پڑا رہتا ہے۔ ایام حج میں روزانہ کھولدیتے ہیں۔ دروازہ سے جانب جنوب حجراسود ہے۔ درمیان کی جگہ کو ملتزم کہتے ہیں اُس جگہ دعا مقبول ہوتی ہے حُضرہ۔ یعنے گڑھا اُس مقام کا نام ہے جو شرقی دیوار خانہ کعبہ و درخانہ کعبہ کے نیچے واقع ہے۔ اُس مقام سے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے بنار خانہ کعبہ کے لئے مٹی لی تھی اب سنگ مرمر سے چھپا ہوا ہے۔ طول سات بالشت و سات انگشت اور عرض پانچ بالشت تین انگشت ہے۔ شیخ محی الدین عربیؒ نے لکھا ہے کہ اس مقام پر جبرئیل علیہ السلام نے آنحضر صلعم کے ساتھ نماز پڑھی اور پنجگانہ نماز کے اوقات معین کئے ہیں۔ یہاں نفل پڑھتے ہیں۔ حطیم جانب شمال بیت اللہ شریف کے رکن شامی و عراقی کے طرف سنگ مرمر کی قدآدم سے کچھ کم دیوار دائرہ نما ہے۔ (طواف میں حطیم کو اندر رکھتے ہیں) اندر سنگ رخام سفید و سیاہ کا فرش ہے۔ ایک سنگ سبز مستطیل نما ہے جس کے نیچے سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہؑ و سیدنا ہاجرہ علیہ السلام مدفون ہیں۔ حطیم کے دو راستے ہیں ایک رکن شامی کے پاس سے دوسرا رکن عراقی کے پاس۔ دونوں راستوں کے درمیان بیس گز کا فاصلہ ہے اور حطیم کا اندر محیط اٹھائیس گز ہے۔ میزاب رحمت بیت اللہ شریف کی چھت کا پرنالہ سونیکا اوپر

آیاتِ قرآنی کندہ ہیں۔ وہ سبز مصلہ جسکے نیچے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہؑ اور اونکی والدہ کی قبریں ہیں میزابِ رحمت کے نیچے ہیں یہاں نفل پڑھتے ہیں اس مصلے پر اور یہاں دعا قبول ہوتی ہے مُطاف خانہ کعبہ کے چاروں طرف گول حلقہ کے طور پر سنگ مرمر کا فرش ہے جہاں طواف کرتے ہیں۔ در خانہ کعبہ سے مشرق کی طرف مقام ابراہیمؑ (۲۶) قدم ہے شمال کیطرف (۳۸) قدم چھ انگشت ہے مغرب کیطرف (۱۵) قدم دو انگشت کم جنوب کیطرف (۲۴) قدم۔ مطاف کے اطراف پچیس کے ستون ہیں جس میں قندیلیں روشن ہوتی ہیں اور دو سنگ مرمر کے ہیں دونو کونوں پر۔ روغن زیتون جلتا ہے۔

مقام ابراہیم علیہ السلام

خانہ کعبہ کی دیوار شرقی کے سامنے اور دروازہ کے بالمقابل ایک جالی دار گنبد ہے اسمیں وہ پتھر ہے جسپر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے چڑھ کر عمارت خانہ کعبہ بنائی تھی۔ اسپر دونوں قدم مبارک کا نشان ہے۔ نشان کے چاروں طرف چاندی کے پتر لگے ہیں۔ اسکے چاروں طرف ایک صندوق زمین میں مضبوط گڑا ہے اور اسپر اطلس سیاہ کا زردوزی غلاف پڑا ہے۔ اوس پر ایک چھوٹا سا گنبد لکڑی کا چار ستونوں پر کھڑا ہے جو اندر سے سونے اور لاجورد وغیرہ سے منقش ہے اوپر شیشے کے تختوں کو سونے کی میخوں سے وصل کیا ہے۔ باہر کے حصہ میں حجاج دو رکعت واجب الطواف پڑھتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں۔ منبر مقام ابراہیمؑ سے شمال کیطرف ۲½ گز پر ایک سنگ مرمر کا عالیشان تیرہ زینہ کا منبر ہے اوسپر ایک گنبد گاجر کی شکل کا مخروطی طلائی بنا ہوا ہے ایک کواڑ سنگ مرمر کا لگا ہے جمعہ کے دن علم لٹکاتے

جاتے ہیں۔ (سلطان سلیمان خاں سلطنت عثمانیہ کی یادگار ہے)

چاہ زمزم

مقام ابراہیم سے جنوب کیطرف ایک قبہ دار مکان ہے دو منزلہ جسکے اندر چاہ زمزم ہے اور چھت پر مصلہ شافعی ہے۔ عمق چاہ زمزم کا (۶۷) گز اور منہ کا عرض (۴) گز ہے۔

مصلہ آئمہ اربعہ

مسجد حرام میں چار مُصلّے ہیں حنفی۔ شافعی۔ حنبلی۔ مالکی۔ حنفی یہ دو منزلہ لکڑی پتھر کا ہوادار کھلا ہوا مکان ہے۔ اوپر کے حصہ میں موذن ہوتے ہیں تاکہ اونکی آواز تمام حرم کے لوگ سن سکیں نیچے کے حصہ میں امام۔ سوائے وقت فجر کے سب وقتوں میں اول حنفی مصلے پر نماز ہوتی ہے **دوم** مصلہ شافعی دومنزلہ جو چاہ زمزم پر ہے اور وہاں موذن ہوتے ہیں اور نیچے زمزم ہے اسوجہ سے شافعی امام مقام ابراہیم کے پاس آکر نماز پڑھتے ہیں۔ سوم مصلہ حنبلی مطاف کے باہر جانب جنوب ایک منزلہ مکان ہے۔ **چہارم** مصلہ مالکی یہ بھی مطاف کے باہر جانب مغرب ایک منزلہ مکان ہے مالکی ہاتھ چھوڑکر نماز پڑھتے ہیں مغرب کو بوجہ تنگی وقت کے جماعت نہیں ہوتی ہر حرم شریف میں کسی خاص مصلہ پر نماز پڑھنے کے واسطے انتظار نہیں کرتے ہیں بلکہ پہلے بڑی جماعت میں جس قدر موجود ہوتے ہیں وہ سب شریک ہوتے ہیں۔ پھر دوسرے مصلہ پر نماز شروع ہوتی ہے تو جتنے باقی رہ گئے یا اور آگئے وہ اسمیں شریک ہوگئے علی ہذا تیسرے و چوتھے پر۔ اسکا خیال بھی نہیں ہوتا ہے کہ کون

کس مصلّٰی پر پڑتا ہے غرض نماز سے رہتے ہیں اور اول جماعت فجر کو ہمیشہ مصلہ شافعی پر
ہوتی ہے اور باقی وقتوں میں حنفی جماعت اول اور بڑی ہوتی ہے۔ بغیر دیکھے ہوئے
لوگوں کیواسطے ایک بات ضرور غور طلب ہے یعنی بیت اللہ شریف ایک رخی مسجد نہیں ہے
بلکہ بیت اللہ شریف بیچ و بیچ میں تشریف رکھتے ہیں اور اطراف میں مطاف ہی مطاف کے
کناروں پر مصلے ہیں چاروں طرف اُسکے بعد صحن ہے اُسکے بعد چاروں طرف عمارت ہے
آٹھ درجہ کی۔ تو جب پہلے جماعت شروع ہوئی تو سارے حرم کے موجودہ لوگ اس بڑی
جماعت میں شریک ہوتے ہیں۔ تو صورت ہیں جبکہ بیت اللہ شریف بیچ میں ہی اور اُسکے
جماعت میں چار مصلے ہیں۔ اور کوئی سا امام اپنے مصلہ پر نماز پڑہانے کو کھڑا ہو تو کچھ لوگ تو
اُسکے پس پشت ہونگے اور کچھ دہنے بائیں اور زیادہ لوگ سامنے ہونگے۔ گویا امام کے بالمقابل
ہونگے تو ایسی صورت میں نماز کیونکر صحیح ہوگی حکم یہ ہے کہ پہلی جماعت پڑہانے والا امام
اپنی جگہ چھوڑ کر بیت اللہ شریف کے دروازہ کے سامنے کھڑا ہو کر نماز پڑہائے۔ فجر کو ہمیشہ
شافعی امام اور سب وقتوں میں حنفی امام اور جمعہ بھی حنفی امام پڑہاتے ہیں۔ تو جب امام
بیت اللہ شریف کے دروازہ کے سامنے کھڑا ہوگیا اب لاکھوں آدمی چاروں طرف بیت اللہ
مدور کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی عمارت تک چلے گئے۔ پھر دوسرے تیسرے چوتھے امام اپنے
اپنے مصلوں پر نماز پڑہاتے ہیں اور جو لوگ باقی رہ گئے یا اور آگئے وہ امام کے پشت کیطرف
آجاتے ہیں جماعت کے وقت عورتیں مطاف سے باہر کردی جاتی ہیں خواجہ سرا بنیت
لئے ہوئے تیعنات رہتے ہیں (حی نکلو) پکارتے رہتے ہیں۔ ۲۱ موذن ملکر اذان
کہتے ہیں۔ بعد اذان نصف گھنٹہ کے بعد جماعت شروع ہوتی ہے۔ درمیانی وقت میں
صلوٰۃ ہوتی رہتی ہے ۲۱ مکبروں کا خوش الحانی سے اللہ اکبر کہنا لوگوں کا ہجوم

خانہ کعبہ کے بالمقابل خشوع وخضوع قلبی اوسوقت کی حلاوت سُبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر

غلاف خانہ کعبہ

سیاہ رنگ کا ریشمی اوپر ایک زرین مطلا پٹی سب میں کلمہ شریف بُنا ہوا ہے۔ ہر سال شب عرفہ کو پہنایا جاتا ہے اور بڑے تزک احتشام سے محمل مصری میں مصر سے آتا ہے اس سال خدیو مصر بھی ساتھ آئے تھے۔ **رات** خانہ کعبہ کا سیاہ غلاف زرین۔ سنگمرمر کی عمارت پر ہزاروں قندیلوں کی روشنی جگمگاہٹ پھر مخلوق کا مستانہ وار طواف میں مشغول رہنا۔ اور تجلیات ربانی۔ سُبحان اللہ وبحمدہٖ اور اسکے آگے دیکھنے سے تعلق ہے۔ مطاف کے باہر محراب دار ستونوں تک جو جگہ خالی ہے وہاں کنکریاں بچھی ہیں اسکو صحن کہتے ہیں اُسکے بعد دالان ہیں ایک بالشت کرسی دیکر بنے ہیں۔ دالان در دالان آٹھ درجہ ہیں پچھلے دالوں میں اکثر جگہ حجرے ہیں علما وطونین و مدرسہ اکثر دومنزلے سہ منزلے دروازہ چاروں طرف ہیں۔ دالانوں سے مطاف تک درمیان میں جو کنکریاں ہیں اون میں چاروں طرف نوفٹ چوڑے ایک بالشت بلند سنگ خارہ کے راستے بنے ہوئے ہیں وہ کیاریاں معلوم ہوتی ہیں۔ بیت اللہ شریف دن رات میں کسیوقت طواف سے خالی نہیں رہتا ہے انسان جنات ملائیکہ۔ جس وقت طوفان نوحؑ ہوا توکشتی نوح علیہ السلام کی گھومتی رہی۔ مکہ کے لوگونکا بیان ہے پچاس سال ہوئے کہ بارش بہت ہوئی تھی تو لوگ کشتی میں بیٹھکر طواف کرتے رہے اور اسال ۱۳۲۷ھ تو میں نے بچشم خود دیکھا یعنی ۲۳ ذیحجہ ۱۳۲۶ھ یوم چہارشنبہ کو بعد نماز فجر کے بارش شروع ہوئی چند گھنٹے

بہت زور دار بارش ہوئی (بیت اللہ شریف کو آبادی مکہ کے بیچ میں واقع ہے اور نشیب میں ہے اور پہاڑی ملک) جسوقت سب طرف کے پہاڑوں سے پانی آنا شروع ہوا اور جنوب رُخ کے دروازے سے حرم شریف میں پانی داخل ہوا یہاں تک پانی آیا کہ حجر اسود چھپ گیا اور صحن میں قریب دو قد آدم پانی ہو گیا دہلیز بیت اللہ شریف کی اتنی اونچی ہے کہ متوسط قد کا آدمی ہاتھ بڑھائے تو چھو سکتا ہے مگر اندر پانی نہیں گیا۔ باہر ہی طواف کرتا رہا اُسوقت میں باب العتیق میں کھڑا تھا لوگ تیرتے ہوئے طواف کر رہے تھے۔ دس بجے سے چار بجے تک گھٹتے گھٹتے جب کمر کمر پانی ہو گیا ہے اُسوقت سینکڑوں آدمی اور عورتیں طواف کرنے لگے اب اگر یہ سوال کیا جائے کہ پانی گھٹا تو کدھر گیا تو اسکا کوئی جواب نہیں ہے اسواسطے کہ اتنی بڑی چہار دیواری میں پانی نکلنے کی جگہ نہیں کوئی پرنالہ پانی نکلنے کا نہیں ہے اگر کوئی دوسرا مکان اتنا بڑا ہوتا اور اس میں اتنا پانی جمع ہو جاتا تو چھ مہینے صاف نہیں ہو سکتا تھا جیسے ابراہیم ادہم سوئی کیواسطے سمندر کا پانی نکال رہے تھے اسی طرح حرم شریف میں لوگ چھوٹے چھوٹے برتنوں سے اُلیچ رہے تھے غرض شام تک پانی نہیں رہا اور صبح کو (پنجشنبہ) صرف ایک ایک فٹ کہیں کچھ زیادہ کیچڑ باقی تھا مزدوروں کی یہاں کیا ضرورت تھی بیت اللہ شریف کیخدمت کو ہر شخص دل وجان سے موجود پھر شریف مکہ تشریف لائے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کیچڑ نکالنی شروع کی پھر کیا پوچھتے ہو کہ کیا رنگ جما مختصر یہ کہ جمعہ کی نماز کو بالکل صاف ستھرا ہو گیا خواجہ سراؤں نے پانی ڈال کے فرش پر بڑے بڑے سمندر سوکھ کے ٹکڑوں سے خوب دھویا اور اللہ میاں کے شیدائیوں نے اپنے اچھے اچھے جسم کے کپڑوں سے فرش کو صاف کیا

غلاف بھی قدِ آدم سے زاید تر ہو گیا تھا۔ بارش میں غلاف خانہ کعبہ بھیگیتا سوکھتا تو رہتا ہے مگر اتنا حصہ بہت عرصہ تک پانی میں چھپا رہا۔ ۲۵ر ذیحجہ سنہ صدر جمعہ آخری مکہ معظمہ میں پڑا۔ (ستون حرم شریف کے) سنگمرمر کے (۳۱۱) جانب غرب چہ سنگ صوان کے جانب جنوب گیارہ اور ستون شمیمہ (۱۴۰) ایک ستون سرخ ہی جسکے پاس سیدنا عبدالقادر جیلانی رح نے چلہ کیا تھا۔ کل ستون (۶۸۴) ہیں تھے (۱۵۲) ہیں جو مدور شکل کے ہیں ہر دالان میں چار چار ستونوں کی محراب پر ایک ایک قبہ ہے۔

منارے حرم شریف کے۔ پہلے پچاس تھے اب سات ہیں جنکے مندرجہ ذیل اسم گرامی ہیں پتھر کے سہ منزلے ہیں موذن انپر پانچوں وقت اذان کہتے ہیں ہر منزل پر ایک گز چوڑا حلقہ بنا کر آہنی جنگلہ لگا دیا ہے انمیں قنادیل روشن کی جاتی ہیں۔

(۱) منارہ باب عمرہ پر (۶۵) گز بلند۔ ابن جعفر نے تعمیر کیا ہے۔

(۲) منارہ باب السلام پر (۶۵) گز بلند تذکیر سحری رمضان المبارک میں اسی منارہ پر ہوتی ہے۔

(۳) منارہ باب علی پر (۴۷) گز بلند ہے۔

(۴) منارہ باب الوداع پر (۵۰) گز بلند ہے۔

(۵) منارہ باب الزیادہ پر (۶۶) گز بلند ہے۔

(۶) منارہ سلطان قایتبان کا (۸۰) گز بلند ہے

(۷) منارہ سلطان سلیمان باب السلام و باب الزیادہ کے درمیان ہے (۶۵) گز بلند ہے۔ ان مناروں پر ماہ رجب رمضان المبارک و ایام حج میں روشنی ہوتی ہے۔

خطیب و امام

(۸۰) ہیں اپنے اپنے مصلوں پر باری باری سے نماز پڑھاتے ہیں۔

دارالحکومت حمیدیہ

باب اٹھانی کے سامنے جانب جنوب بازار و دارالحکومت ہے یہاں گورنر مکہ مکرمہ ترکی کمانڈر انچیف فوج محکمہ پولیس دفاتر وغیرہ ہیں۔

باب الصفا پر قاضی القضاۃ کی عدالت ہے۔ یہاں شرعی مقدمات اور توریث طلاق وحق مہر وبیع وشراء وشفع وغیرہ کے فیصلے ہوتے ہیں۔

دروازے حرم شریف کے

چالیس ہیں حنفی مصلے کے پیچھے جانب شمال (۷) ہیں تین چھوٹے چار بڑے باب الزیاد باب القطبی باب الباسطیہ۔ باب القاضی۔ باب العتیق۔ باب دریبہ مدرسہ سلیمانیہ باب المدرسہ جانب جنوب حنبلی مصلے کے پشت پر (۷) ہیں۔ باب الصفا پانچ در کا سب سے بڑا دروازہ ہے۔ باب اجیاد تین در کا ہے۔ باب الشریف دو در کا ہے۔ باب اُمِّ ہانی دو در کا ہے۔ اسی دروازے سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف کو تشریف لے گئے تھے۔ باب البغلہ دو محرابوں کا ہے۔ اسکو باب النغوش بھی کہتے ہیں۔ باب الرحمۃ اسکو باب المجاہدیہ بھی کہتے ہیں۔ جانب مشرق مصلی شافعی کی پشت پر۔ پانچ دروازے ایک چھوٹا ہے۔ باب السلام تین محرابوں کا۔ باب النبی دو محرابوں کا۔ باب علی تین محرابوں کا ہے۔ باب بنی ہاشم چھوٹا دروازہ۔ جانب مغرب مالکی مصلے کے پیچھے چھ دروازہ تین بڑے ہیں۔ باب الوداع۔ باب براہیم ایک محراب کا دروازہ۔ باب العمرہ باقی تین دروازے

ہیں جن کے نام لکھے گئے۔

اب جگہ تمام کے بیٹھو۔ داخلی اندرون بیت اللہ شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ

خانہ کعبہ کے اندر کا فرش سنگ مرمر کا ہے۔ اور دیواروں پر بھی اکثر آیات منقش ہیں اور سلاطین اسلامیہ کے نام بھی مستور ہیں۔ تین ستون جن پر چاندی کا ڈھلا ہوا شہتیر پڑا ہے۔ اور ظروف چاندی و سونا مجمرہ زنجیروں میں لٹک رہے ہیں مشرق و شمالی کونے میں باب التوبہ ہے۔ زینہ لگا ہوا ہے جو ہمیشہ مقفل رہتا ہے چھت اور دیواروں سے دیبا رومی ریشمی سرخ کپڑے مطلا و زرین لٹک رہے ہیں چھت کی طرف دیکھنا بے ادبی ہے جن لوگوں نے دیکھا ہے ان کا بیان ہے کہ چھت نظر نہیں آتا ہے۔ خانہ کعبہ کے اندر جانے سے بدن پر لرزہ ہو جاتا ہے اور خود بخود انسان رو پڑتا ہے۔ یہ حقیر بھی خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوا اور بہ ہدایت معلم چاروں کونوں میں نوافل پڑھے ہے۔ باب التوبہ کے پاس بگریہ وزاری توبہ کی اور دعا مانگی غالباً بیس منٹ اندر رہنے کا موقع ہوا اس بیس منٹ میں جو حالت رہی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔

لذت مے نشناسی تا نہ چشی

لکھا ہے کہ دعا مانگنے والوں کی تین قسمیں ہیں۔

ایک نامرد جو دنیا طلب کرے۔

دوسرا مرد۔ جو عقبیٰ طلب کرے۔

تیسرا جوانمرد۔ جو سوائے رضائے مولا کے دین و دنیا کچھ نہ طلب کرے۔

اللہ جل شانہٗ اپنے حبیب پاک کے طفیل میں سب کو جوانمرد بنا دے۔ آمین۔

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو قافلے جانے کے راستے اور حاجیوں کے جانیکا طریق مقررہ اور احکام شریفی در مطوفین کا حاجیوں سے برتاوہ اور بدوؤں کا حاجیوں سے برتاوہ و اونٹوں سے برتاوہ اور بدوؤں کی مفصل کیفیت

آخر ذی الحجہ میں شریف مکہ کے دفتر سے حکم نکلتا ہے کہ فلاں تاریخ قافلوں کی روانگی شروع ہو۔ اور اونٹوں کا اسقدر کرایہ فلاں فلاں مقام تک دیا جاوے۔ اس کرایہ میں سے جو فی اونٹ مقرر ہوتا ہے دو آدمی جاتے ہیں ایک مجیدی فی اونٹ (۲۰ ؏) تو شریف مکہ کا حق مقرر ہے اور ایک مجیدی فی اونٹ مطوف کا جو حاجیوں کو اونٹ مقرر کر دیتے ہیں اور ایک مجیدی فی اونٹ دروازہ پر غرض کرایہ مقررہ سے فی اونٹ (۶۰ ؏) نکل جاتے ہیں۔

شبری۔ اور شغدف۔ یہ دو چیزیں جو اونٹ پر کس کر دو آدمی بیٹھتے ہیں۔ شبری ایک لانبا کھٹولا ہے۔ اوس میں تین طرف لکڑیاں باندھ کر بوریہ سی دیتے ہیں جس سے سایہ ہو جاتا ہے اسمیں دو آدمی آرام سے بیٹھتے ہیں لیٹ نہیں سکتے اور اسکے نیچے دو تین من وزن بھی رکھا جاتا ہے بغیر دو صندوق یا دو بوریاں رکھے ہوئے وہ خالی اونٹ کے اصلی زین پر نہیں قایم ہو سکتی ہے زیادہ روند کے

سفر میں انسان بیٹھے بیٹھے تنگ ہو جاتا ہے۔ اور شُغدف [واہ رے موجد عجیب چیز ایجاد کی ہے جو اونٹ پر یعنی اونٹ پر رکھہ دیا جائے۔ آپ لوگ شاید نہیں سمجھے ہونگے یعنے اونٹ پر رکھدیا جائے تو دو آدمی آرام سے سوتے ہوئے چلے جاتے ہیں] کے دو کھٹولے ہوتے ہیں علیحدہ علیحدہ شبری کیطرح اسپر بھی لکڑیاں باندھکر بوریہ ٹاٹ سی دیا جاتا ہے برسات کے لحاظ سے اوپر کرمچ ڈال دیتے ہیں اونٹ پر کستے وقت رسی سے ملا دیتے ہیں (مصری۔ شامی۔ ترکی ان لوگوں کے پاس عمدہ عمدہ شُغدف اور شطرنجیاں اسی کی تراش کی ہوتی ہیں جس سے وہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے) مگر شغدف کے نیچے کوئی سامان وزنی نہیں رکھا جاتا ہے صرف چند ضروری چیزیں چولہ انگیٹھی مشکیزہ وغیرہ ادہر اُدہر لٹکا دیتے ہیں صراحیاں رکھنے کو کھجور کے بنے ہوئے زنبیلیں چار باندھ دیتے ہیں اسمیں صراحیاں آرام سے بیٹھی رہتی ہیں اور ٹاٹ کے چھوٹے چھوٹے تھیلے سی کر اندر باندھ دیتے ہیں اُسمیں متفرق چیزیں ناشتہ وغیرہ رکھ لیتے ہیں اور شغدف اونٹ پر لانبا رکھا جاتا ہے اونٹ کے مُنہ کے طرف منہ کرکے لیٹئے یا دم کے طرف جب ایک آدمی اُترنا چاہے تو دوسرے کو اطلاع کرکے کہ وہ اونٹ کی پشت پر آجائے اور بغیر اطلاع کئے اگر اتر گیا یا کود گیا تو دوسرا شخص معہ شغدف و معہ اونٹ زمین پر آرام فرماتے ہیں (جولے کے موافق ہی) اور عورتوں کے واسطے پانچ ڈنڈے کی سیڑہی ہوتی ہے وہ گردن میں اونٹ کے لگاکر سوار کرتے ہیں اور دوسرے مرد بھی جو شل اُنکے ہیں۔ مکہ سے مدینہ منورہ کو جانے کے دو راستہ تو بحری و برّی ہیں۔ یعنے مکہ معظمہ سے جدہ کو اونٹ پر آئے اب یہاں سے جہاز پر ایک رات دن میں ینبوع پہونچے اور وہاں سے مدینہ منورہ پانچ منزل ہے اونٹ پر۔ دوسرے جدہ سے چھوٹے اسٹیمر

ینبوع یا رابق گئے وہاں سے مدینہ منورہ چھ منزل ہے ان راستوں میں دو دقتیں ہیں
اول تو یہ کہ شبری و شغدف مکہ معظمہ سے جدہ تک ہونا چاہئے۔ پھر ینبوع یا رابق
پہونچکر مدینہ منورہ تک جانا چاہیئے۔ جہاز میں جانہیں سکتے اور ان کی حالت یہ ہے کہ
خریدو تو شبری تین روپیہ کو اور شغدف بارہ پندرہ روپیہ کو اور جب فروخت کرو تو
شبری چار آنہ کو اور شغدف آٹھ آنہ یا بارہ آنہ کو۔ تو یہ چیزیں دو مرتبہ خریدنا اور فروخت
کرنا ہوتا ہے۔ دوسری دقت یہ ہے کہ زمانہ حج میں سارے (لاکھوں) اونٹ مکہ معظمہ
میں آجاتے ہیں اور جب سلطانی راستے سے قافلے کو مدینہ منورہ پہونچادیتے ہیں پھر
ینبوع یا رابق کو جاتے ہیں جو لوگ اُسطرف سے گئے پھر انکو لینے کو۔ ایک چھوٹی سی
دقت یہ ہے کہ سوائے بمبئی کے اور کہیں گودی نہیں ہے یعنے جہاز کنارے تک نہیں
آتا ہے کشتیوں میں اُترتے چڑھتے ہیں اور کشتیوں کا کرایہ اس زمانہ میں بہت ہی تفضیل
ہو جاتا ہے (امسال ہمارے بہت سے ہموطن جو ینبوع سے گئے تھے وہاں ایک مہینے
اونٹوں کے انتظار میں پڑے رہے) اب رہا سلطانی راستہ جو گیارہ منزل ہے اونٹوں پر
وہ سہل تخدوش ہے مگر پھر اچھا ہی ہے اور جس کی آجاتی ہے وہ کسی طرف سے جائے لکھا
جاتا ہے لوگ موت کے خوف سے اِدھر اُدھر کے راستے ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور گھر بیٹھے
ہوئے نظم و نثر میں یہ فرمایا کرتے ہیں کہ یا اللہ اُن گلیوں میں ٹھوکریں کھاتے پھریں یہ
وہاں کی خاک کو سرمہ بنائیں وہاں کے جنگلوں میں مارے مارے پھریں وہاں کے
کانٹوں پر لوٹیں وہاں لاش پڑی ہو کفن میسر نہو وہاں کے کتے گوشت کھا جائیں
وغیرہ
ہم ایسے آزاد گنہگار تو کسی شمار ہی میں نہیں ہیں بلکہ جہاں گنتی ختم ہوئی ہے

اُس سے بھی کہیں آگے پڑے ہونگے۔ بقول امیر مرحوم

اونچے اونچے مجرموں کی ہوگی پرسش حشر میں　　کون پوچھے گا مجھے میں کن گنہگاروں میں ہوں

میں نے اچھے اور لمبے لمبے صوفیوں کے یہاں دیکھا اور سنا ہے کہ جہاں بیٹھے بیٹھے کسی نے کہدیا

دل وحشی یہ زنجیریں تڑاتا ہے　　بشوق یاد گیسوئے محمدؐ سے

یا کوئی بول اوٹھا۔ یثرب کو چھیلا سانورو من بھا رولا گے جی۔ بس پھر کیا تھا زمین آسمان بنگئی تھی اوچھلکر۔

بہت تڑپے گر جی پڑے اور بڑی حسرت سے یہ فرمایا کہ بھائی قسمت ہی والوں کو وہاں کی زمین میسر آتی ہے۔ وہ بہت ہی بدقسمت ہیں جو کہ ایسی جگہ پہونچکر واپس چلے آتے ہیں میں نے اس قسم کے لوگوں سے مدینہ منورہ میں کہتے سُنا ہے کہ یا اللہ حج بھی ہوگیا اور زیارت بھی ہوگئی۔ بس اب جلد نکال خیریت سے گھر پہونچیں۔ اللّٰھم احفظنا من کل بلاء الدنیا و بلاء الاٰخرۃ ط آمدم برسر حال مکہ معظمہ سے سلطانی راستے سے پہلا قافلہ بہت بڑا جاتا ہے چونکہ اسی قافلہ میں مصری لوگ بھی جاتے ہیں فوج وغیرہ بھی ہوتی ہے۔ یہ لوگ مصر سے محمل شریف لیکر آتے ہیں جسمیں خانہ کعبہ کا غلاف ہوتا ہے۔

بدّو ایک تو وہ ہیں جنکے پاس اونٹ ہیں اور وہ حاجیونکو لیجاتے ہیں اور خالی دنوں میں تجارونکا مال لادیتے ہیں اور کچھہ روز اپنے اپنے مقامونپر آرام کرتے ہیں انمیں مختلف قومیں ہیں بعض ایسے کہ اپنے حاجیوں کو وقت بیوقت قافلہ سے علیحدہ رہ گئے تو دیکھ لیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ اپنے حاجیونکی حفاظت کرتے ہیں اور دوسروں کی فکر رہتی ہے۔

دوسرے بدّو وہ ہیں جو ہمیشہ پہاڑونمیں رہتے ہیں انکے پاس بکری۔ دُنبے۔ اونٹ اور کچھہ زراعت بھی ہے۔ مگر منتظر رہتے ہیں جب راستے میں ایک دو دس تک قافلہ

سے علیحدہ مل گئے تو بعض انمیں بھی ایسے ہیں کہ مال نہ دینے پر فراج پُرسی کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ بغیر حلال کئے نہیں لیتے پھر چاہے پاس کچھ نکلے یا نہ نکلے۔ اور بعض وقت وہی پہاڑی بدّو جمع ہو کر دو دو چار چار ہزار کا قافلہ لوٹ لیتے ہیں۔ اور جو کسی نے ہاتھ پیر ہلائے تو مال کیساتھ جان بھی نذر ہے اور اگر حاجی کے ہاتھ سے ایک بدّو بھی مارا جائے تو پھر سارا قافلہ منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکتا۔ بدّو شہری یا جنگلی بڑا یا بچہ کوئی بندوق سے خالی نہیں اور کارتوس کی پیٹی اور متفرق حربے بھی پہنتے ہیں۔ اونٹ والوں کی یہ مقررہ عادت ہے کہ منزل پر پہونچنے کے بعد کھانا۔ اور دوپہر کو شب کا بچا ہوا ناشتہ اور ایک روپیہ فی اونٹ روزانہ بخشش مانگ لیتے ہیں یہ نہ دینے پر حاجی کو آرام نہیں ملسکتا۔ کرایہ بدّوؤں کو مطوفین کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ چند ملکر مطوف یا انکے نائب کو اپنی حفاظت کی غرض سے ہمراہ لے لیتے ہیں۔ انکی خوراک اور کرایہ سواری اور کچھ روپیہ دیتے ہیں مطوف حاجیوں سے بدّوؤں کی خوراک نقد اور بخشش کے روپیہ بھی لے لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اب تمکو کچھ کام نہیں ہم انکو کھانا وغیرہ سب دیدینگے۔ اور راستے میں مطوف صاحب بدّوؤں کو کبھی کھانا دیتے ہیں کبھی نہیں دیتے اور بخشش کا نصف روپیہ دیتے ہیں۔ بدّو کھانا حاجیوں سے طلب کرتے ہیں اور انکو دینا پڑتا ہے۔ اور بخشش کا پورا روپیہ نہ ملنے پر حاجیوں کو بچاسوں قسم کی تکلیفیں دیتے ہیں اور مطوف الگ کسی بدّو کے دس اونٹ ہیں کسی کے بیس کسی کے پچاس انکا مالک تو سانڈنی پر سوار ادہر ادہر پھرتا ہے اور اسکے غلام دو دو تین تین اونٹوں پر نگراں رہتے ہیں جسکی طرف سے کھانا اور روپیہ نہیں پہونچا اسکے علاقہ میں دنمیں دس دس مرتبہ کبھی شبری گر جاتی ہے کبھی شغدف گر جاتا ہے چوٹیں لگتی ہیں کبھی شغدف کی رسیاں ڈھیلی ہو گئیں انکے کسنے میں اتنی دیر کی کہ قافلہ سے دور ہو گئے اب قافلہ میں خیریت سے پہونچنا

مشکل ہو گیا۔ دوسری بات یہ کہ اگر بدو کا مقررہ ملگیا ہی تو وہ جسوقت قافلہ پڑاؤ پر پہنچے اسیوقت پانی لکڑی لا کر دیگا اور قافلہ کبھی آٹھ بجے کبھی دس بجے کبھی بارہ بجے کبھی دو بجے منزل پر پہونچتا ہے اُسوقت لکڑی پانی خریدا جائے تو ایکروپیہ دو روپیہ خرچ ہو جاتا ہے وہاں کے لوگ لکڑی پانی فروخت کرنے کو لاتے ہیں ایک قافلہ کا قاعدہ یہ ہے کہ جس وقت سے چلے اور جسوقت منزل پر پہونچے خواہ بارہ گھنٹے کی منزل ہو یا دو منزلہ ہو۔ منزل پر پہونچکر قافلہ رکتا ہے ضرورتوں کے واسطے چلتے ہی میں لوگ اُترتے چڑھتے رہتے ہیں۔ بدو کے زیادہ خوش رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ جب قافلہ پڑاو پر پہونچے اگر تمہارے پاس چار کا سامان ہے تو پہلے چار انہیں پلا دو اس عرصہ میں دوا پنے اونٹونکا دانہ گہاس کا انتظام کر کے آپکو پانی لکڑی لا کر دیں گے پہر آپ کہانا پکاؤ پہلے انھیں دیدو۔ اور سالن کتنا ہی عمدہ پکا ہو پہر بہی انکی رکابی ہیں دو چمچے گھی داخل کر دو اور صبح کو شب کا بچا ہوا ناشتہ اگر تم کہاؤ تو انکو بہی دو اور ایک روپیہ روز فی اونٹ بخشش کا بلا حجت دیدو۔ پس پہر اوس کی یہ حالت ہوگی کہ دس مرتبہ اترو تو فوراً آکر اونٹ کہولکر اتار چڑہادے گا پڑاو پر اول لکڑی پانی لادیگا اگر تم حاجت کو جاؤ گے تو بندوق لئے حفاظت کرتا رہیگا۔ اگر نماز کیوجہ سے کبھی پیچھے رہ گئے تو فوراً ملا لیگا۔ مگر ہیں پہر بدو کے بدو بدو اونٹوں کے واسطے بہی بڑے ظالم ہیں۔ اور اونٹ بڑے ہی جفاکش اور صابر اول تو اونٹونکا قافلہ جہاں سے چلتا ہے اور جہاں پڑاو ہے وہاں پہونچکر ٹہرتا ہے منزلیں بارہ گھنٹے کی تو ہوتی ہیں مگر بعض منزل اٹھارہ گھنٹے کی ہے اور بعض مرتبہ ایسا بہی ہوتا ہے کہ بارہ گھنٹے میں پڑاو پر پہونچے اور کسیوجہ سے فوراً کوچ کر دیا گیا تو دو منزلہ ہو گیا اس عرصہ میں اونٹوں ب

کا منہ اسبند رہتا ہے پڑاؤ پر رات کو پانی ملتا ہے۔ اور گھاس اور کھجور کی گٹھلی کا دانہ بس اسی پر انکا گذر ہے جتنی دیر قافلہ کا قیام رہا وہ بیٹھے رہتے ہیں اگر کہیں سبزی ہوئی تو چھوڑ دیا گیا مگر اسکا موقع اسوجہ سے نہیں ملتا ہے کہ قافلہ کا رات ہی میں اکثر قیام رہتا ہے جب بدّو کے پچاس اونٹ ہوتے ہیں تو تیس پر شبری و شغدف اور دس پندرہ پر مال اور باقی خالی رہجاتے ہیں۔ اسوجہ سے راستہ میں اکثر مسکین جاتے ہیں اور دس پانچ روپیہ دئے تو انکو مال والے اونٹ پر بٹھا دیتے ہیں ایک بات یہ کہ اونٹ جب کمزور ہوکر بیٹھ جاتا ہی اور اسمیں قوت نہیں رہتی ہے تو پھر وہ نہیں اُٹھتا ہے۔ بدّو جمع ہوکر کوشش کرتے ہیں جب نہ اُٹھا تو اسکو وہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اونٹوں کی ہڈیاں تو تمام راستوں میں پڑی ہوئی ملیں بعض جگہ سالم اونٹ کا ڈھانچہ پڑا ہوا دیکھا اور بہت مقاموں پر اونٹ بیٹھا ہوا دیکھا کوئی پانچ روز کا کوئی دس روز کا بیٹھا۔ صرف اُسکی گردن میں حرکت تھی جو آنے جانے والوں کو گردن پھرا کر حسرت سے دیکھ لیتا تھا اور خدا جانے دلمیں کیا کہتا ہوگا تحقیق سے معلوم ہوا کہ بعض اونٹ بیس بیس روز تک اسی طرح بیٹھا رہتا ہے پھر مر جاتا ہے یہ بڑا ظلم ہے۔ اگر اونکو ذبح کرکے چھوڑ دیں تو وہ اتنی تکلیف سے بچیں۔ مگر یہ بدّوں کو کون سمجھائے۔

راستے میں کیسے کیسے خوبصورت مختلف رنگوں کے پتھر جمع کئے تھے کسی نے یہ کہا کہ اگر ان پتھروں کو ہندوستان لیجاؤ گے تو یہ کوسیں گے کہ ہمکو ایسی اچھی زمین سے لیجا کر کفرستان میں پھینک دیا پس وہ سب وہیں پھینک دئے۔

مکہ معظمہ کے مطوف حاجیوں کے حق میں بدّوؤں سے زیادہ سخت ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکی ایک دو پشت مکہ معظمہ میں ہوئی ہے اور ہندوستان کے ہیں ہمارے مطوف رسید عمر رشید تھے)

یہ بہت لایق آدمی ہیں اور انکے چند نائب (محمد یحیی صاحب) بہت خوب آدمی ہیں۔ مگر ہمارے ہمراہیوں کی طوفانِ بے تمیزی یہ ہوئی کہ انکو بالکل چھوڑ دیا انکے ذریعہ سے اونٹ تک نہیں کیے گئے ایک دوسرے مطوف کالی تھے انکے ذریعہ سے اونٹ کیے گئے محمد عید نامی سردار بدو انکا اوسکے اونٹ تھے اور مطوف صاحب بھی ہمراہ چلے پہونچانے کو۔

شریف مکہ مکرمہ کا حکم قافلہ کی روانگی کو ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ کو ہوا۔

حاجی تمام مکہ معظمہ میں ہوئے ہوتے ہیں اور اپنے اپنے مقام سے سوار ہوتے ہیں کہ معظمہ سے دو میل پر ایک مقام شہدا ہے وہاں متفرق طور پر جا کر سب جمع ہوتے ہیں پس ہم بھی ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ یوم شنبہ کو طواف رخصت کرکے مغرب کے قریب روانہ ہوکر شہدا میں پہونچے۔

۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ یوم یکشنبہ کو پانچ ہزار اونٹ کا قافلہ مرتب ہوکر بعد نماز فجر کے روانہ ہوا ہمارے ہمراہی مطوف کے علاقہ کے ساٹھ اونٹ تھے جنکا وہی محمد عید سردار تھا پانچ ہزار اونٹوں کے پندرہ ہزار آدمی ہوئے ہمارے گروہ کے ساٹھ اونٹ جسکے ایکسو اسی آدمی ہوئے۔ اسمیں پندرہ مرد وعورت خاص ہمارے ہموطن تھے۔ اور باقی ترکی اور پشاوری۔ ساٹھ اونٹوں میں (۱۲۰) تو حاجی۔ اور بیس عکیر جمال۔ اور باقی مسکین اس حساب سے (۱۸۰) آدمی ہوئے۔ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ گیارہ منزل ہے منزلوں کے نام درج ہیں۔

وادی فاطمہ۔ عسفان۔ دف۔ خزیمہ۔ رابغ۔ مستورہ۔ بیر شیخ۔ ابیار حسان بیر عباس۔ بیر درویش۔ بیر علی۔ بیر علی سے شہر پناہ اقدس واعلی ایک میل کے اندر ہے۔ اگر قافلہ مغرب تک پہونچگیا تو اوسی وقت شہر میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور

دیر ہونے پر شب کو بیر علی میں قافلہ کا قیام ہوتا ہے۔ اور صبح کو قافلہ داخل ہوتا ہے
ان گیارہ منزلوں میں جب شام ہوجاتی ہے تو مشعلیں روشن ہوجاتی ہیں سوا ے
ایک روز کے برابر رات ہی کو قافلہ پڑاو پر پہونچا۔ اسوقت عجب کیفیت ہوتی ہے جب
منزل قریب ہوتی ہے تو ہر ایک بدو کا سردار اپنے قبیلے کے اونٹوں کی رسّی اپنے اپنے
ہاتھوں میں لئے ہوئے چلتے ہیں اور پڑاو پر پہونچتے ہی شبریا و شغدفوں کو اونٹوں سے
اتار کر مدور ایک دوسرے سے ملا کر رکھتے ہیں آمد و رفت کا راستہ ایکطرف سو رکھتے
ہیں اور پشت پر اونٹونکو بٹھا دیتے ہیں۔ اور ہر شخص اپنا اپنا سامان حفاظت اور ترتیب
سے رکھ لیتا ہے۔ دانہ گھاس شب و روز میں ہر وقت تیار ملتا ہے اور پانی لکڑی کے
بکثرت بیچنے والے آجاتے ہیں راہزن بدو برابر قافلہ کے دہنے بائیں رہتے ہیں۔ دن کو
کم رات کو زیادہ۔ دیکھو اگر کوئی قافلہ سے پچاس قدم پر علیحدہ ہوگیا۔ تو اسکو لکھ لیتے
ہیں اور رات کو تو دس ہی قدم قافلہ سے دور ہوا تو نہیں بچ سکتا۔ اور پڑاو پر چاروں
طرف گھومتے رہتے ہیں ذرا باہر نکلا اور انھوں نے کھو پڑی پر ایک ڈنڈا رسید کیا جس
سے وہ بیہوش ہوگیا۔ اور انھوں نے کمر دیکھ لی۔ ترکی وغیرہ وغیرہ لوگ تو عام طور پر بندوقیں
طفنچے رکھتے ہیں۔ اور اس راستہ میں دوسرے لوگ بھی طفنچہ اور سو سو کارتوس خرید
لیتے ہیں (مگر بیکار) رات بھر لوگ جاگتے رہتے ہیں اور ہوائی فیر ہوتے رہتے ہیں
اور سردار بدوؤں کے یا جو مطوف جو ہمراہ ہے وہ منع کرتے رہتے ہیں کہ باہر نہ جاؤ۔ اب
اگر صبح کو آٹھ نو بجے قافلہ کا کوچ ٹھہرا تو کچھ آرام ملگیا اور جو اونھوں نے کہا کہ شافعی کے
وقت یا دو بجے رات کو کوچ ہوگا تو اسوقت بڑی دقت ہوتی ہے قافلہ اترتے ہی اگر
کچھ سمجھ ہوا یا پانی ہوا تو فوراً آگ روشن کی اور چا ہ تیار کر کے پی اور اپنے بدو کو پلائی

اس عرصہ میں بدو نے اونٹوں کو دانہ گھانس دیدیا اور پھر لکڑی پانی لایا پھر کھانا پکاتے کھاتے اگر شام کو پہونچے تو بارہ بج گئے اور جو بارہ بجے پہونچے تو سب بجگئے بعض وقت بارہ بجے راتکو پہونچے اور انہوں نے فرمایا کہ جلدی کچھ کھا پکالو چار بجے چلیں گے۔ قافلہ اگر راستہ چوڑا ہے تو چھ چھ قطاریں برابر چلتی ہیں اور کم سے کم تین قطاریں تو ہمیشہ چلتی ہی ہیں۔ میلوں میں قافلہ کا سلسلہ ہوتا ہے آخر دائیں ہمیشہ مخدوش حالت میں رہتی ہیں ہمارے گروہ کے ساٹھ اونٹوں کے آدمیوں میں صرف چند آدمی خفیف زخمی ہوئے اور رقم جو کمر میں تھی وہ گئی مگر کوئی ضائع نہیں ہوا۔ مدینہ منورہ پہونچنے پر اور کل قافلے آجانے پر معلوم ہوا کہ اس سال ساٹھ ستر آدمی ضائع ہوئے اور زخمی زیادہ) وہ مسکین جو قافلے کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے ہیں وہ جب قافلہ ٹھہرتا ہے تو بیچ میں اپنا بستر لگا لیتے ہیں۔

رابق جو مکہ معظمہ سے پانچویں منزل ہے وہ بڑی جگہ ہے وہاں سمندر کا کنارہ بھی ہے اور قلعہ۔ ترکی فوج۔ بازار ہے ضروری سامان بکثرت ملتا ہے۔ راتکو وہاں کی پولس قافلہ کی حفاظت کیواسطے آتی ہے اونکو فی اونٹ آٹھ آنہ دیا جاتا ہے۔ مگر قافلہ سے باہر چلے جاتے پر وہ بھی ذمہ دار نہیں ہیں۔ راستے میں ایکروز خفیف بارش رہی۔ اور ایکروز بہت ہی بلند پہاڑ پر چڑھ کر راستہ تھا اور راستہ صرف ایک اونٹ نکلنے کا۔ اور چار پانچ اونٹ سے زیادہ نظر کے سامنے نہیں رہتے تھے موڑوں کی وجہ سے اور باقی راستہ کبھی پتھریلہ اور کبھی جنگل کبھی ریتیلہ۔ اور ایکروز بہت بڑا لق و دق میدان آیا دونوں طرف کے پہاڑ ریت کی وجہ سے سفید ہوگئے تھے اور ہوا نہایت تند اور سرد ہر شخص اپنے اپنے گھوسلے میں اوڑھے لپیٹے بیٹھا تھا۔ ہوا کا رخ غرب کو اور قافلے شمال کو دس پندرہ اونٹ سے زیادہ نظر نہیں آتے تھے۔

بدوؤں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دن کو قافلہ سے میلوں آگے نکل گئے اور لیٹ رہے ہی اونکا سونا ہے جب قافلہ قریب آگیا تو اپنے اونٹونکو دیکھ بھال کے پھر چل دئے پس اسدن بدو جس جگہ بیس منٹ لیٹا رہا تو قریب دفن کے ہو جاتا تھا۔ غرض دن بھر کسی کو کسیکی خبر نہیں رہی جب رات کو قافلہ پڑاؤ پر پہونچا تو عجب حال تھا ہاتھ منہ پھٹ گئے اس روز سب سے پہلے موم روغن بنا کے لگایا گیا پھر دوسرے کام ہوئے۔

آمدم بیر نصر ۲ ماہ ۔ ہمارا قافلہ بجائے گیارہ دن کے چودہویں روز نو بجے راتکو بیر علی پر پہونچا اسکی مختصر وجہ یہ ہے کہ کچھ ایسے اتفاق ہوئے کہ مطوف ہمراہی کابلی اور بدوؤں کا سرداران دونوں نے ملکر راہزن بدوؤں سے سازش کر لی اور راستہ میں ایک پڑاؤ پر سارا قافلہ تیار ہو کے روانہ ہوگیا اور ہمارے گروہ کے ساٹھ اونٹ پڑے رہے اُنسے دریافت کیا تو کہا کہ ہمارے قبیلے کے کچھ لوگ بعد کے قافلہ میں آرہے ہیں اُس قافلہ کے ہمراہ چلیں گے ممکن ہے کہ کوئی اونٹ گر جائے تو دوسرا اونٹ کیسے ملیگا۔ اور جب ہمارے قبیلے کے لوگ ہونگے تو انسے ہر قسم کی امداد ملیگی غرض دو دن وہیں پڑا او رہا۔ دوسرے روز دو بجے رات کو وہ قافلہ آیا پانسو اونٹ کا اور صبح ہوتے ہوتے وہ بھی روانہ ہوگیا۔ ہمارے اونٹ والوں نے دن نکلنے پر تیاری شروع کی۔ دونوں قافلوں میں چھ گھنٹے کا فصل ہوگیا بیر عباس نویں منزل ۹ محرم ۱۳۴۲ھ یوم جمعہ۔ ایسے مخدوش راستے میں ساٹھ اونٹ کا قافلہ جا رہا تھا بالکل بے اطمینانی کے ساتھ اور اس روز قدرتاً ہر شخص پریشان تھا۔ کہ دس بجے دفعتاً کچھ آواز ہوئی (جیسا کہ بدوؤں کی آواز جمع ہونیکے واسطے مشہور ہے) اور وہ مختصر قافلہ رک گیا۔ بدوؤں کا سردار وغیرہ آگے بڑھے اور واپس آکر کہا کہ پہاڑی بدوؤں نے قافلہ روک دیا (جل جلالہٗ) بس پھر کیا تھا فوراً۔ ترکی۔ پشاوری۔ ہندی۔ سب ایک دم

اونٹوں سے کود کود کر آگے بڑھے جن کے پاس بندوقیں طفنچہ تھے وہ اور جو خالی ہاتھ تھے انہوں نے پتھر ہاتھوں میں لے لئے اور آگے بڑھے دیکھا تو علی الحساب بدو مسلح موجود ہیں اور پہاڑوں سے اتر رہے ہیں۔ اور پہاڑوں پر ہزاروں کھوپریاں نظر آرہی ہیں۔ اوپر جمال اپنے اپنے اونٹوں کی رسیاں پکڑے کھڑے ہیں۔

قاعدہ یہ ہے کہ جب پہاڑی بدو قافلہ لوٹنے کو جمع ہو جاتے ہیں تو قافلہ کے بدوؤں سے لڑائی ہوتی ہے (گولی چلتی ہے) جب قافلہ کے بدو ہار جاتے ہیں تو وہ بدو قافلہ لوٹ لیتے ہیں سارا سامان اور جسم کے کپڑے تک صرف ایک تہبند دیدیا اور کہدیا کہ جاؤ اللہ وکیل ہے اور اونٹ دل چاہا چھوڑ دئے ورنہ وہ بھی ضبط اور اگر کسی حاجی صاحب کے ہاتھ سے کوئی بدو مارا گیا پھر تو تمام قافلہ سے ایک بھی زندہ نہیں رہ سکتا سال گذشتہ یعنی ۱۳۲۵ھ کا واقعہ چشم دید کے قریب ہے۔ یعنی ترکی اور جاوی اکثر قبل از حج مدینہ منورہ کو ہو آتے ہیں تو جاویوں کا قافلہ جا رہا تھا راستہ میں لڑائی ہوئی۔ جاوی ہی قتل ہو گئے۔ اور بدو بھی بس اگلی منزل پر بدوؤں نے جمع ہو کر سارے ٹکڑے کر کے پھینک دئے صرف چالیس پچاس اونٹ جو مدینہ منورہ کے پھاٹک میں داخل ہو گئے تھے وہ بچ گئے باقی سب قتل ہو گئے۔ ہمارے ملنے والے جو ۱۳۲۶ھ میں حج کو آئے تھے اور بعد حج کے مدینہ منورہ کو گئے انکا بیان ہے کہ دو ماہ راستہ بند رہا جب امن ہوئی جب قافلے جانا شروع ہوئے تو اس مقام پر وہ تمام پہاڑوں پر کپڑے۔ شبری۔ شغدف اوڑہے اوڑھے پھرتے تھے اور آدمیوں کے ٹکڑے جگہ جگہ پڑے تھے پتھروں پر خون کے دھبے۔ اسوجہ سے وہ واقف ہیں وہ مال کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ **غرض**

آمدم برسر جھگڑا۔ اور آپس میں یہ گفتگو ہو رہی ہے۔ ہمارے ہی تبذدان بدوؤں سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ تمہارے پاس ہتیار کم ہیں تم نہ لڑو۔ اور یہ کہتے تھے کہ ہم لڑینگے اور بندوقوں میں کارتوس بھرے ہوئے گھوڑے سیدھے ہو چکے تھے اور طرفین سے تن تن کے رہجاتے تھے اصل میں یہ جنگ زرگری تھی۔ چونکہ آپسمیں پہلے ہی سے ساز ہو چکا تھا۔ ادہر حاجی اپنے اپنے ہتیار اور پتھر لئے ہوئے آمادہ تھے۔ اگر ہمراہی مطوف چند مرتبہ خوشامد کرکے انکو نہ روکدیتا تو ابتک مدت کی شروع ہو گئی ہوتی۔ موقع کی تو یہ حالت تھی۔ اب ہماری بہادری سنئے کہ ایک طرف کو کھڑے ہوئے سوکھ گئے تھے۔ کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ لوگ سارا سامان چھوڑ کیوں نہیں دیتے ہیں۔ کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ جب یہی ہے تو پھر اچھی طرح حوصلے نکال لینا چاہیے۔ اور کبھی یہ خیال آتا تھا کہ دو منزل مدینہ منورہ رہ گیا اور زیارت نہوئی غرض اوسوقت کے جزر و مد کی حالت کا اندازہ اس تحریر میں نہیں آسکتا۔ یہ اسی کا دل جانتا ہے جو اوس میدان میں موجود تھا۔ اتنے میں لوگ منتشر ہو گئے اور قافلے کے اونٹوں کو جمالوں سے چھین چھین کر پہاڑی بدوؤں نے لیجانا شروع کیا بعضوں نے چھین لیا بعضوں نے نہیں چھوڑا بعض نے نہ چھوڑنے پر بندوق سیدھی کی یہ کیفیت دیکھکر علم الیقین پر حق الیقین غالب آگیا۔ ادہر ترکی پھر سنبھلے کہ فوراً ہی مطوف نے انکو روکا اور پھر ان کو بھی روک کر اونسے گفتگو کی۔ آخر یہ طے ہوا کہ پچاس گنی دیدو تو جھگڑا چھوٹ جائے غرض اسی وقت قافلہ میں سے پچاس گنی جمع کرکے بڑے ہی خندہ پیشانی سے ان کی نذر گزرانی گئیں اور قافلہ سیدھا ہو کر چلدیا تو بارہ بجگئے۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ اور الحمد للہ علی احسانہ اب یہاں سے

سے چلکر ایک چھوٹی سی بستی بدؤوں کی ملی۔ بعد عصر کے۔ اور مغرب کے وقت ایک
مقام پر پڑاؤ کی غرض سے قافلہ روکا گیا۔ یہ جگہ ایسی بھیانک و پریشان سی تھی۔
نہ قافلہ اترنے کی جگہ۔ نہ دانہ گھانس نہ پانی۔ زمین ناہموار دامن پہاڑ۔ پہاڑوں
میں مثل گوہ کے بڑے بڑے غار اور درحقیقت یہ پڑاؤ کی جگہ ہی نہ تھی۔ پہلے تو
لوگوں نے اتر کر مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر جو اس مقام کو دیکھا تو سخت تردد ہوا۔
ترکی و پشاوری نے مطوف اور سردار بدو سے کہا کہ ہم لوگوں کو اس جگہ اُتار کر کیا
سب کو قتل کرانے کا ارادہ ہے۔ جسکے جواب میں یہ کہا گیا کہ اونٹ تھک گئے ہیں کل
ایک قافلہ آئیگا اسکے ہمراہ چلیں گے (درحقیقت عقب میں کوئی قافلہ نہ تھا) ایک گھنٹہ
یہی جھگڑا ہوتا رہا اور پریشانی بڑھتی گئی۔ آخر ترکی وغیرہ نے کہا کہ تم لوگ نہیں چلتے
تو ہم پیدل چلے جائینگے۔ مگر یہاں قتل ہونے کو نہیں رہیں گے اور چل دئیے۔ اب
رہے وہ لوگ جنکے ہمراہ عورتیں اور بچے تھے وہ کس طرح پیدل جاسکتے تھے اور
یہ سب ہندوستانی۔

اب ہم بیچ میں کھڑے ہوئے یہ سوچ رہے ہیں کہ اگر ترکی پشاوریوں کے ہمراہ جائیں
تو ہندوستانی کو کیونکر چھوڑ دیں۔ اور نہیں جاتے ہیں تو شبِ عاشورہ ہے جد کی
سنت بھی ادا ہوجائیگی۔ اس خیال نے اوس موقع کے اعتبار سے قطعی فیصلہ کر دیا
تھا کہ آج شبِ عاشورہ ہے جد کی سنت ضرور ہے ادا کرنا ہوگی۔ (مگر ایسی تقدیر
کہاں تھی۔ گو بظاہر غم کی صورت تھی مگر پھر آرام ہی آرام تھا) کہ اتنے میں ترکی و
پشاوری پھر پلٹے اور کہا کہ جب ہم جاتے ہیں تو اپنا مال کیوں چھوڑ کر جائیں اگر اونٹ
تھکے ہیں تو ہم ویسے ہی لے جائیں گے۔ مطوف صاحب کے بھی حواس خمسہ کے

پیچھے چھوٹ گئے تھے اور ساتواں طبق زمین کا نظر آگیا تھا اور وہ پہلے ہی اُنکے ہمراہ جانے کو تیار تھے۔ یہ لوگ جو عورات کی وجہ سے جانے سے مجبور تھے اُنہیں بھی جان آگئی اور قافلہ تیار کرکے سب کے سب چلے۔ عورتیں بچے تو سب سوار تھے اور باقی پیدل یہ سڑک اچھی چوڑی تھی چار قطاریں کرلیں اور مشعلیں جتنی تھیں وہ سب روشن کرلی گئیں اور چاند بھی روشنی دیکھنے کو نکل آیا تھا۔ چلتے چلتے آٹھ بجے کے قریب وقت ہوگیا سچ یہی ہے کہ اسوقت اگر ترکی دستہ اور یہی اتنی کوشش نہ کرتے تو قافلہ رات کو اسی مقام پر رہتا۔ اور صبح کو کوئی تعزیئے اُٹھانے والا بھی نہ ہوتا۔ بعد کو تحقیق سے معلوم ہوا کہ اُسوقت بدوؤں میں یہ ٹھہر گیا تھا کہ اسوقت پچاس گنی دلوادو۔ اور رات کو فلاں مقام پر ٹھہر جاؤ ہم آکر دیکھ لیں گے۔ غرض کہ یہ بھی رسیدہ بود و لے بخیریت گذشت۔ اور دو بجے رات کو بیر درویش میں جو دسویں منزل تھی۔ تیرہویں روز جہاں قافلہ ٹھہرا ہوا تھا جا پہونچے۔ جب قافلہ قریب پہونچا تو مقیم قافلہ سے بہت سے فیر ہوئے یہ قافلے مغرب کے وقت یہاں پہونچ چکا تھا ادہر سے بھی خوب فیر ہوئے غرض اُسکے بازو سے یہ مختصر قافلہ بھی اُترا۔ اسوقت تھوڑا پانی وغیرہ ملا جس سے کچھہ ناشتہ تیار کیا بعضوں نے چار پر اکتفا کیا۔ سردی خوب تھی کسی کو نیند نہیں آئی دن کے واقعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ اسمیں صبح ہوگئی فجر کی نماز پڑہکر اول وقت ایک قافلہ ہوکر روانہ ہوگئے۔ یہ آخری منزل ہے خیال یہ تھا کا گر قافلہ وقت سے پہونچگیا تو شب ہی میں شہر میں داخل ہوجائینگے۔ ورنہ بیر علی میں قیام کرنا ہوگا۔ اب یہ قافلہ اٹھارہ سو آدمی کا جا رہا تھا۔ اور آپسمیں یہ گفتگو ہوتی جاتی تھی کہ ایک پہاڑ ہی آئے گی وہاں سے مدینہ منورہ کی عمارت معلوم ہوگی غرض

اسی شوق و ذوق میں چار بجے۔ اور وہ پہاڑی آگئی۔ اور لوگ سواریوں سے اُتر کر اس پہاڑی پر چڑھے راستے سے داہنی طرف کو تھی۔ دوربینیں لگا کر اور ویسے دیکھا گیا۔ یہ یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کون سی عمارت نظر آئی۔ مگر اسوقت سب کے دلوں میں روضۂ مقدس بسا ہوا تھا۔ وہی سب کو نظر آیا پھر وہاں سے آگے کے رُخ پر اُتر کر قافلے میں مل گئے۔ اسوقت عورات تک سواری سے اُتر آئی تھیں اور سیکڑوں فیر سلامی میں ہو گئے کسی نے اپنے پاس کوئی کارتوس باقی نہیں رکھا سب فیر کر دئے۔ اور کھجوریں بیچنے والے اس مقام تک بکثرت آگئے تھے اوسوقت سینکڑوں روپیہ کی کھجوریں خرید کر قافلے میں تقسیم ہو گئیں۔ اسوقت کی حقیقی خوشی کو کیا پوچھتے ہو ساری کثافت سفر کافور ہو گئی۔ اور اسوقت کسی صاحب کا بآواز بلند یہ کہدینا اور بھی سونے میں سہاگہ ہو گیا۔ اور کیفیت بڑھ گئی۔ کہ **حضرات** یہ وقت باتوں کا نہیں ہے بس درود شریف پڑہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہمانوں کو لینے کے لئے تشریف لایا کرتے ہیں۔ بس اسی کیفیت میں رات کے نو بجے اور قافلے نے بیر علی پر قیام کیا ضرورت کے لایق دو کاندار موجود تھے کھانا وغیرہ ایکر شب بسر کی۔ غالباً اس شب میں بہت کم لوگ سوئے۔ کثرت درود شریف ہی میں صبح ہو گئی۔

مدینہ منورہ

للہ الحمد شب غم نے اٹھایا بستر

مرحبا طالع بیدار مبارک ہو سحر

اللہ اللہ کیا صبح صادق ہوئی ہے۔ قافلہ روانہ ہوا کچھ کچھ پیدل جارہا تھا نصف میل کے بعد ایک قلعہ کے پاس سے گذر کر دروازۂ مبارک میں داخل ہوئے۔

دکھا دی حق نے وہ بستی جہاں رحمت برستی ہو
عروج رفعت عرش معلی جس کی پستی ہے

بدوؤں نے شہر کے اندر ایک طرف کو اُتار دیا۔ لوگ جاکر پہلے مکان کی تجویز کر آئے۔ پھر سامان اور اپنے اپنے ہمراہیوں کو لیگئے۔ مکان میں پہونچکر غسل کیا تبدیل لباس کیا معلموں نے پہلے ہی اپنے اپنے ضلعوں کے حاجیوں کو دروازے باہر ہی چھانٹ لیا تھا۔ ہمارے معلم سید عبدالکریم صاحب تھے انکے ہمراہ روضہ مطہر کی طرف چلے۔ مسجد نبوی میں جاکر پہلے دو رکعت تحیۃ مسجد ریاض الجنۃ میں پڑھے پھر روضہ مطہر پر حاضر ہوئے۔ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ) معلم صاحب نے سلام پڑھوائے اور صحابہ کرام کے مزارات پر سلام پڑھوائے۔ اور سارے مقامات بتلائے اور لوگ بھی اپنے اپنے معلمین کے ہمراہ آگئے تھے۔ عصر کی نماز میں کچھ دیر تھی سامنے بیٹھکر درود شریف وغیرہ پڑھتے رہے۔

عرض

آئے ہیں با چشم گریاں دیکھئے | یا نبی سوئے غریباں دیکھئے
المدد اے نوح کشتی غریب | بڑھ گیا ہے بحر عصیاں دیکھئے
مبتلا ہے درد عصیاں میں غریب | اے دوائے دردمنداں دیکھئے
حکم حق ہمسے ادا ہوتا نہیں | ہم نہ ہوں ناحق پشیماں دیکھئے
دلمیں اب آنے نہ پائے کوئی غیر | خانۂ حق کے نگہباں دیکھئے
ہو مبادا دلکو فرقت سے گزند | ہو نہ جلئے سینہ بریاں دیکھئے
اب نہ جائے پھر کسے میں سوئے ہند | اے محیط فیض و احساں دیکھئے

اس راستہ کی تکلیف کا یہ معاوضہ عطا ہوا کہ ان اونٹ والونکو چھوڑ کر دوسرے اونٹ مقرر کرنیکے الٹ پلٹ میں بجائے پندرہ دن کے ایک مہینا ایکدن رہنا نصیب ہوا۔ ہمارے معلم سید عبدالکریم صاحب بہت ہی لایق۔ شریف۔ سلیم۔ حلیم آواز میں قدر درد۔ یہاں کے معلمونکا قاعدہ ہیکہ اپنے اپنے لوگوں کو چار وقت بعد نماز فجر و ظہر و عصر و مغرب کے سلام پڑہاتے ہیں۔ لوگ نماز پڑھتے ہی اپنی اپنی مقررہ جگہ پر جمع ہوجاتے ہیں۔ روبرو روضۂ مقدس کے کھڑے ہوکر درود و سلام پڑھتے معلم بہت محنت کرتے ہیں ایکمرتبہ دعوت کرتے ہیں۔ اور زیارات کولیجاتے ہیں اور جتنے کام ہوں سب میں موجود رہتے ہیں۔ انکی جس قدر خدمت کیجائے وہ کم ہے۔ روضہ مبارک سے کچھ فاصلہ پر منبر ہے۔ درمیان میں یہ حدیث شریف لکھی ہے۔

بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ یعنے یہ مقام زمین جنت سے

ایک ٹکڑا ہے لوگ اپنے اپنے گھروں سے وضو کر کے آتے ہیں۔ ہر شخص کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ریاض الجنۃ میں نماز پڑہیں (اس حصہ میں ثواب زیادہ ہے) لیکن جو لوگ اول پہونچے انکو ریاض الجنۃ میں جگہ ملے گی ورنہ مسجد نبوی بہت بڑی ہے۔ بعض لوگ جگہ کے خیال سے اوٹھتے ہی نہیں خالی وقت میں وہیں تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ قرآن شریف بکثرت موجود ہیں شب میں موم بتیاں واسطے تلاوت کے پاس لاکر وہاں کے منتظمین رکھدیتے ہیں۔ ہزارہا ہانڈیاں اور جھاڑ اور موم بتیاں روشن ہوتی ہیں۔ اور اب تو بجلی کی روشنی کا بھی انتظام ہوگیا ہے۔ تھوڑے فاصلہ پر مکان یعنے انجن گھر بنا ہوا ہے اور آٹھ موم بتیاں یا ہر تین مصلوں کے پاس چھہ اور مصلوں کے پاس کی بہت موٹی ہیں جنکا دور اڑہائی فٹ کا ہے اور ان کی بیٹھک جس میں رکھی جاتی ہیں قد آدم ہے۔ پھر اس سے کچھہ پتلی پھر اس سے علی ہذا مسجد نبوی اور روضۂ مطہر اس اعتبار سے کہ یہاں شاہنشاہ دوجہاں تشریف رکھتے ہیں اسکی تعریف سے انسان قاصر ہے۔ مگر باعتبار عمارت بھی دنیا میں مسجد نبوی کی نظیر نہیں ہے۔ بہت مرتبہ اسکی تعمیر ہوئی آخر میں سلطان عبدالمجید خاں کے زمانہ میں اسکی تعمیر میں کئی کروڑ روپیہ صرف ہوا ہے ایک ستون کی تعریف نہیں ہوسکتی۔ باوجود چند مرتبہ تعمیر ہوئی اور بڑہائی گئی۔ مگر ستون اپنے اپنے مقام پر ہے۔ اہل مدینہ نے یہ کہہ دیا کہ جو کچھہ دل چاہے بناؤ اور جسقدر چاہو بڑہاؤ مگر جو ستون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس جگہ پر تھا وہ وہیں رہیگی اوسکو نہ چھوؤ۔ دو ایک مرتبہ جنت البقیع کو معلم صاحب کے ہمراہ گئے چونکہ مسجد نبوی سے بالکل قریب ہے عصر کے بعد گئے اور مغرب کو واپس آگئے۔ ایکمرتبہ مسجد قبا کو

اور ایک روز سیدنا حضرت امیر حمزہ صاحبؓ کے مزار مبارک پر اور وہاں سے تھوڑا آگے۔ شہدائے جنگ اُحد کا مقام ہے یہ دونوں مقام فاصلہ پر ہیں اور راستہ مخدوش پہلے سے سرکاری طور پر راستے میں فوجی انتظام ہو جاتا ہے پھر لوگ جاتے ہیں۔ سواری کے واسطے چار آدمی بیٹھنے کی گاڑیاں۔ عربی گدھے پیدل۔ مسجد قبا میں وہ کنواں ہے جس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری مبارک گر گئی تھی اور ایک کنویں میں آپ نے لعاب دہن ڈالا تھا۔ ان کنووں کے پانی کی خوش ذائقگی اور شیرینی الفاظ میں نہیں آسکتی۔ خوش قسمتی سے قیام کی جگہ بھی بہت ہی قریب تھی۔ (سید عمر عاشق جی کا مکان) جب جنوب رویہ کھڑکی کھول دی۔ تو گنبد مبارک کے سامنے یہ بڑی نعمت تھی۔ باقی دن رات یہی شغل تھا کہ قبل صلوٰۃ وضو کیا اور چلے کہ ریاض الجنۃ میں نماز پڑھیں گے۔ عشا کے بعد فوراً خواجہ سرا سب کو باہر کر کے مسجد کے پانچوں دروازے بند کر دیتے ہیں اور صبح تہجد کے وقت سے کھل جاتے ہیں کبھی کبھی شب بھر کوئی ایک دروازہ کھلا بھی رہتا ہے۔ اور جو چاہے کہ کبھی کبھی شب بیداری کی غرض سے شب میں وہیں رہے تو بلا دقت ممکن ہے۔ حرم شریف کے تمام خواجہ سرا اور دیگر کارکن بہت ہی حلیم المزاج ہیں۔ (بخلاف اون کے گھر کے جنکا گھر مکہ میں ہے بغیر گھورے بات ہی نہیں کرتے۔) ایک بزرگ سید امین الدین صاحب جو حرم شریف میں رہتے ہیں۔ اور شیخ الدلائل ہیں ان سے دلائل الخیرات وقصیدہ بردہ کی اجازت حاصل کی اونکا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے انکی اجازت پر کتاب لا کر دی اس کو انھوں نے صحیح کر کے دیا پھر انگوٹھا یا بعد انھوں نے دعا کے ساتھ اجازت دی۔ ایک

عربی صاحب (سنبل طاہر) جو چالیس سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں انسے اُنکے مکان پر ملنے کا اتفاق ہوا یہاں کے باشندوں میں عجیب وغریب عادت ہے جب کسی کے مکان پر گئے پہلے بعد سلام علیک کے روضۂ مبارک کی طرف رخ کرکے کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھی۔ اور دعا کی سب کیواسطے مانگی آنیوالے بھی اونکے شریک رہے پھر بیٹھکر چائے وغیرہ کی مدارات کی پھر دریافت کیا کہ آپ کون ہیں اور کیونکر تکلیف فرمائی غرض مغربی صاحب نے ایک نقش کی اجازت فرمائی۔

یہاں کے بازار بہت بڑے بڑے دنیا کی شے موجود۔ کھجوریں قریب قریب بیس قسم کی ہوتی ہیں تین قسم کے کھجور کا ذکر کرنا ضرور ہے۔ ایک تو عنبری جو سب سے بڑی ہوتی ہے اور اچھی خوش ذائقہ اور ایک جلی ہوئی کھجور ہے۔ آنحضرت کے زمانہ میں ایک یہودی کھجور کی جلی ہوئی گٹھلی لایا پہلے اس نے یہ دریافت کیا کہ میرے ہاتھ میں کیا شے ہے۔ حضرت صلعم نے بموجب وحی ارشاد فرمایا کہ جلی ہوئی گٹھلی ہے۔ پھر اوس نے عرض کی کہ دعا فرمایئے کہ یہ جمے اور پھل آئیں چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ اور اب تک جلی ہوئی کھجوریں اس معجزہ کی شاہد ہیں۔ دوسری مرتبہ وہ ایک کھجور کی گٹھلی نکال کر بغیر گٹھلی کے کھجور لایا اور کہا اس کیواسطے بھی دعا فرمایئے کہ یہ بھی جمے چنانچہ حضرت صلعم کی دعا سے وہ بھی جمے اور اب تک اوس قسم کے درختوں میں بے گٹھلی کے کھجور ہوتی ہیں۔ اس کو بیدانہ کہتے ہیں۔ اور بہت سے مقامات ہیں جن کو اہل مدینہ منورہ خوب جانتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے انکی زیارت ہوتی ہے۔

غرض اتنے دنوں یہاں رہے اور کچھ بھی نہ کیا۔ یوم مفارقت آگیا اور

جانے والے لوگ حاضر دربار اقدس واعلیٰ ہوکر بحسرت و یاس رخصت ہوئے۔ ۱۲ صفر ۱۳۲۸ھ یوم سہ شنبہ مغرب کے قریب متفرق قافلہ اپنے اپنے جگہ سے نکل نکل بیرون شہر جمع ہوئے۔ اس مرتبہ ہمارے بدوؤں کا سردار محمد بن شفیع تھا اور بہت ہی اچھا آدمی ثابت ہوا طرفین سے کسی کو کسی قسم کی شکایت نہیں ہوئی اس قافلہ میں ینبوع تک کسی کو نقصان نہیں پہونچا یہ قافلہ ایک ہزار اونٹ کا تھا اپنے قبیلے کے بدوؤں کا ایک سردار ہوتا ہے جس کو مقوم کہتے ہیں اور بہت سے سرداروں کا سردار اس کو شیخ کہتے ہیں قافلہ کے سردار سانڈنیوں پر نگرانی کرتے ہوئے چلتے ہیں کبھی سب کے سب آگے نکل جاتے ہیں کبھی متفرق چاروں طرف رہتے ہیں۔ ایک منزل پر کوئی شیخ قافلہ سے پیچھے رہ گیا تھا اور اپنی شتنی کے گھٹنے پر رات کو تنہا آرہا تھا۔ راہزن بدوؤں نے اسکو مع سانڈنی کے لوٹ لیا۔ وہ بہت پریشان اور زخمی قافلہ میں آیا تعجب ہوا بدوؤں نے کہا کہ جب قافلوں کی آمد و رفت کا زمانہ گزر جائیگا۔ تو یہ شیخ اپنے قبیلے کو لیکر یہاں آئیگا اور ایسے لڑیگا۔ اور مال واپس لیگا۔ مدینہ منورہ سے دو منزل تک ایک ہی سڑک ہے۔ بعدہ مکہ معظمہ اور ینبوع کو راستے تقسیم ہوتے ہیں مدینہ منورہ سے ینبوع پانچ منزل ہے منزلوں کے نام۔ بیر درویش۔ بیر عباس۔ وادی حمرہ۔ بیر سعید۔ ینبوع۔ ۱۳ صفر سنہ الیہ یوم چہار شنبہ دس بجے قافلہ مرتب ہوکر روانہ ہوا۔ راتکو بارہ بجے بیر درویش میں پڑاؤ ہوا (جھگڑے کی جگہ دیکھکر ساری واقعات یاد آگئے) ۱۴ صفر سنہ صدر یوم پنجشنبہ گیارہ بجے قافلہ روانہ ہوا۔ اور دو بجے رات کو بیر عباس میں پڑاؤ ہوا۔ ۱۵ صفر سنہ صدر یوم جمعہ بارہ بجے قافلہ روانہ ہوا اور آٹھ بجے راتکو وادی حمرہ میں پڑاؤ ہوا۔ اس منزل کی دو باتیں قابل ذکر ہیں بیر عباس و وادی حمرہ کے درمیان ایک مقام خیف ہے وہاں راستے سے

تین سو قدم کے فاصلہ پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق شیخ عبدالرحیم برعی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے پختہ قبہ بنا ہوا ہے میں نے وہاں تک جانا چاہا کہ شاید یہاں کوئی کتبہ ہو۔ مگر بدو ہمراہی نے نہ جانے دیا یہ وہ بزرگ ہیں جو مدینہ منورہ کے قصد سے یہاں تک پہونچے تھے کہ حضور اقدس کی طرف سے حاضری کی ممانعت ہوئی۔ یہ وہیں پڑے رہے اور دوسرے سال پھر قصد کیا پھر ممانعت ہوئی یہ حضرت پھر وہیں رہے۔ اور تیسرے سال پھر شریف مدینہ کو حکم ہوا کہ فلاں شخص کو آنے سے منع کردو اونھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ رحمۃ للعلمین ہیں ارشاد عالی ہوا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جب یہ یہاں آئیگا تو مجھے اٹھنا ہوگا۔ پس اوس سے کہہ دو کہ ہم تم سے خوش ہیں یہ حکم ملنے پر آپ وہیں مقیم رہے اور اب وہیں مزار مبارک ہے مزار مبارک سراپا شوق وانتظار کی صورت نظر آتا ہے۔

دوسری کیفیت یہ ہے کہ مقام خیف کی آبادی ایک میل تک چلی گئی ہے دن کو چار بجے اس جگہ سے قافلہ گذرا۔ اب جو آگے بڑھے تو خفیف بارش اور ہوا زوردار اور گرد وغبار سب پریشان ہو گئے۔ اور سامنے کے رخ پر گھرا ابر تھا اور بارش ہوتی معلوم ہوتی تھی۔ تھوڑی دیر میں اس جگہ جہاں قافلہ جا رہا تھا بارش موقوف ہو گئی تھی۔ مگر بدوؤں نے آکر خبر دی کہ پہاڑوں پر بارش زوردار ہوئی ہے اب پانی اترے گا۔ اس خبر نے تھوڑی دیر کے لئے سارے قافلہ کو نیم جان کر دیا۔ اور بدو کے سرداروں نے ادہر ادہر سانڈنیوں کو دوڑا دیا کہ کدہر سے پانی اترتا ہے قافلہ پریشان جا رہا تھا۔ کچھہ عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ

دو میل آگے پانی اترا۔ اور وہاں پر بارش بھی ہوئی اور اولے بھی پڑے۔ جب
اوس مقام پر پہونچے تو راستے میں ایک گز پانی بہتا ہوا باقی رہ گیا تھا مگر اس
کی قوت الاماں بہت سے اونٹ گرے بھی بدوؤں نے پانی میں کھڑے ہو کر اونٹوں
کو بدقت اوس پار کیا راستہ ایک ہی ہے مگر پہاڑوں کی گھوم کی وجہ سے دس
پندرہ جگہ اوترنا پڑا ہر جگہ بدو جمع ہو کر پانی میں کھڑے ہو گئے اور اپنے اپنے اونٹوں
کو اوتار دیا اور جتنی جگہ خشک و تر گذرتی تھی اوس میں اولوں کے ایک ایک
گز اونچے ڈھیر لگے ہوتے تھے۔ پہلے تعجب ہوا۔ پھر چھوٹے بڑے بہت سے کود
پڑے کسی نے ہاتھوں میں لے لئے کسی نے گلاس میں کسی نے ٹوکری میں بھر لئے
اور جو لوگ یا عورتیں سوار تھے وہ پکار رہے تھے کہ بھائی تھوڑے ہمیں بھی دیدو
اور جب پھر پانی آیا تو پھر اوچھل کے اپنے اپنے جونپڑوں میں بعد کو پھر کود پڑے۔
اور اولے کھانا شروع ہوا۔ وہ آننا راستہ کچھ عجیب طرح سے گذرا آخر رات آگئی
اور دو پانی باقی رہے یہ بڑے بڑے پانی تھے غرض خدا کے فضل سے وہ بھی
گذر کر آٹھ بجے رات کو منزل آگئی جس طرح ہو سکا کچھ پکا کر کھا لیا گیا۔ اور رات
بڑی زاری میں کٹی ابر گھرا ہوا تھا اور یہ خوف تھا کہ بارش ہوئی اور پہاڑ سے پانی
اترا تو مع سامان کے بھیگ جانا تو درکنار سارا قافلہ با وضو ہو جائے گا۔ دو سو اونٹ
کا ایک گروہ قافلے سے جو آگے تھا وہ دوپہر سے جلد جلد آگے بڑہ گئے تھے کہ ہم
دن سے پڑاؤ پر پہونچ جائیں گے مگر وہ لوگ اوس وقت بارش کے موقع پر زیر
بارش تھے۔ مگر اولوں کی مار سے بچ گئے اور وہیں پر مجبوراً اتر گئے۔ اونٹ کھول دیئے
وہ ہمکو بعد مغرب راستے میں پڑے ہوئے ملے۔ اور بارہ بجے رات کو وہاں سے

اٹھ کر قافلہ میں ملے۔ صبح کو مطلع صاف تھا خوب اطمینان سے سب سو گئے۔
۱۶ ماہ صفر سنہ صدر یوم شنبہ کو ایک بجے قافلہ روانہ ہوا۔ اور آٹھ بجے شب میں بیر سعید میں پڑاو ہوا۔

اب یہاں سے ینبوع ایک منزل ہے۔ مگر منزل چوبیس گھنٹہ کی ہے۔ اور راستہ میں نہ کہیں پانی نہ کوئی درخت نہ کسی طرف پہاڑ صرف ریت ہی ریت اور ہوا کا انتظام کہ زمین ناہموار نہ ہو۔ البتہ یہ منزل راہزنوں سے محفوظ ہے۔ اس منزل میں بعض قافلے تو مسلسل چلے جاتے ہیں اور بعض شام کو تھوڑی دیر ٹھہر جاتے ہیں پھر چلتے ہیں۔

غرضکہ ۱۷ ماہ صفر سنہ صدر یوم یکشنبہ صبح کو قافلہ روانہ ہوا تھوڑی دور چلکر پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوئی راستہ خراب اونچا نیچا پتھریلا اور تنگ عورتیں تک اونٹوں سے اتر گئی تھیں چند میل کے بعد پہاڑ ہی سلسلہ ختم ہوا یہانتک کہ تھوڑی دیر میں۔ دہنے بائیں پہاڑ بالکل مفقود ہو گئے اور میدان شروع ہوا۔ ریتیلا میدان اور تند ہوا۔ بس کیا پوچھتے ہو جنگلی راستہ تھا۔ اتنا وسیع میدان جو ملا اور جاے امن تو قافلہ پھیل گیا۔ نہ معلوم کتنی قطاریں ہو گئیں۔ غرض ہمیشہ قافلہ لانبا ہوا کرتا تھا آج قافلہ مدور ہو گیا۔ چار بجے اوسی میدان میں قافلہ اتر گیا۔ آج قافلہ اترا بھی عجیب شان سے سو اونٹ یہاں دو سو اونٹ وہاں کچھ کسطرف کچھ کسطرف مختصر یہ کہ جدہر جس کا دل چاہا اودہر اتر گیا۔ اور بدوؤں نے کہا کہ جلدی ناشتہ پکا لو مغرب کے وقت چلیں گے جن کے بدو خوش تھے انہوں نے چلتے وقت بڑے بڑے شکیزے پانی کے بھر کر رکھ دئے تھے اور کہہ دیا تھا کہ اسکو

نہ کھونا بتفرق پانی جو تمہارے پاس ہے اسی سے وضو وغیرہ کرنا تو وہ پانی اس وقت بڑا قیمتی تھا۔ اور اکثر کے پاس پانی نہیں تھا۔ اور یہاں کوئی کسی کو پانی نہیں دیتا ہے۔ نفسی نفسی کا معاملہ (یہ سچ ہے کہ یہ سفر سفر آخرت کا نمونہ ہے۔ اس میدان میں کس مشکل سے چار تو پک گئی اور کھاتا ہوا نے نہیں پکنے دیا۔ شاید ہی کسی نے پکا لیا ہو جو چیز ہے وہ اڑی جاتی ہے۔ اسی کش مکش میں مغرب آگئی اور قافلے کا کوچ ہو گیا۔ جب اونٹوں پر سوار ہوئے تو دور دور آگے پیچھے دہنے بائیں تمام روشنی قافلوں کی ہو رہی تھی۔ پس جس کو خبر ہو گئی وہ ہی چلتا ہو گیا جس گروہ کے قریب یہ چلتا ہوا قافلہ پہونچا اور بدوؤں نے حتی کی پکار شروع کی اور وہ بھی چلے نہیں معلوم کس وقت رات میں قافلہ اکٹھا ہوا۔ رات کو سرد ہوا کا زور ریت کا اڑنا۔ نیند کا غلبہ غرض یہ صبح ہی ہو گئی۔ دور سے سمندر اور اس میں جہازوں کے نشان نظر آئے یہ میدان حساب سے (۵۶) کوس کا ہوتا ہے۔ آٹھ بجے ینبوع سمندر کے کنارے اندرون شہر اترے اور مکان لیکر قیام کیا۔

ینبوع سمندر کے کنارے ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ پانچ مساجد ہیں دو منزلے سہ منزلے تین چار سو مکانات ہیں ایک طرف بدوؤں کی بستی ہے مختصر بازار ہے۔ ضروری چیزیں سب ملتی ہیں۔

۱۸ صفر ؁ یوم دوشنبہ قیام رہا۔

۱۹ صفر ؁ یوم سہ شنبہ کو عثمانی جہاز (ہلال) میں سوار ہو کر جدہ کو روانہ ہوئے۔

۲۰ صفر ؁ یوم چہار شنبہ ۹ بجے دن کے جدہ پہونچے۔

۲۱ صفر سنہ صدر یوم پنجشنبہ جدہ میں مکان لیکر قیام کیا۔
۲۲ صفر سنہ صدر یوم جمعہ چار بجے دن کے صابری جہاز میں سوار ہو کر بمبئی روانہ ہوئے۔ ارادہ یہ تھا کہ بدرسی جہاز یا جرمنی میں جائیں گے ان میں بہت آرام ہے۔ اور اتفاق سے ہمارے ہموطن پچاس آدمی اسوقت یہاں موجود تھے سب کی یہی رائے تھی۔ مگر ہمارے گروہ کے ایک صاحب نے ساٹھ روپیہ سے پینتالیس روپیہ ہوتے ہیں بلارائے دس ٹکٹ لے لئے آخر اسی جہاز میں آنا پڑا۔ باقی لوگ رہ گئے وہ بعد کو آئے۔ اس جہاز میں بالکل آخر وقت میں آنے پر جگہ بہت خراب ملی بمبئی تک سخت تکلیف کا سامنا رہا۔ اور اس کی چال فی گھنٹہ چھ میل اسوجہ سے پہونچے بھی بہت روز میں خیر پانچ بجے جہاز چھوٹ گیا۔
۲۵ صفر سنہ صدر یوم دوشنبہ مغرب کیوقت (پیرم) میں لنگر کیا صبح کو ڈاکٹری ملاحظہ ہوا۔
۲۶ صفر سنہ صدر یوم سہ شنبہ دو بجے روانہ ہوا یہاں مچھلیاں بکثرت بکنے کو آئیں ہیں مچھ سے بڑی بڑی تھیں۔
۲۷ صفر سنہ صدر یوم چہارشنبہ آٹھ بجے صبح کو عدن پہونچا ڈاکٹری ملاحظہ ہوا۔ دوکاندار بدستور آگئے۔ جہاز نے اپنی غذا بھی لے لی۔ مغرب کے وقت روانہ ہو گیا۔
اس جہاز میں نہر فرات اور دجلہ کا پانی پانچ چھ روز بے مشقت پینے کو ملگیا۔
یہ جہاز پانچ مہینے سے بمبئی سے نکلا ہوا ہے۔ بصرہ سے بھی گیا تھا وہاں سے

پانی لے لیا تھا۔ دجلہ اور نہر فرات دونوں بصرہ میں ملکر سمندر کی طرف جاتے ہیں ادہر سے سمندر کی موجیں اونکو واپس کرتی ہیں تو واپس میں پانی پھیلکر جاتا ہے۔ اور راستہ والے اسکے منتظر ہی ہوتے ہیں۔ انکے تالاب۔ باغات۔ کنوئیں وغیرہ بھر جاتے ہیں ایسے موقع پر جو جہاز بصرہ میں موجود ہوتا ہے اور اسکو ضرورت بھی ہوتی ہے تو وہ وہاں سے پانی لے لیتا ہے جب وقت پانی سمندر کے پانی سے ملتے ہیں تو پانی علیحدہ علیحدہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر کسی قدر نمکین ضرور ہو جاتا ہے۔

۳۰ صفر کا چاند ہوا آج یکم ربیع الاول ۱۳۲۸ھ یوم یکشنبہ ہی ہیں جہاز میں ہوں خبر ہے کہ جمعہ کو یہ جہاز بمبئی پہونچے گا۔ اب بمبئی یا حیدرآباد پہونچکر سفر کا خاتمہ ہوگا۔

دو صاحبوں کا ذکر میری سفر حج کے متعلق ہی۔ ایک سید خلیل مکی دوسرے استادی مولانا مولوی فتح محمد صاحب یہ دونوں صاحب پانچ روز پہلے مجھسے روانہ مکہ معظمہ ہوئے تھے۔

سید خلیل مکی سے مکہ میں صرف ایک ملاقات سلام وعلیک کی ہوئی منیٰ میں ملاقات نہیں اطمینانی رہی اپنے اہل وعیال کرنول کو لاکر خوش نہیں ہوئے۔ میرے مدینہ منورہ جاتے وقت بھی ملاقات ہوئی تھی۔ جدہ میں ملنے اور ہمراہ چلنے کا وعدہ کیا تھا۔ پھر ملاقات نہیں ہوئی۔

دوسرے استادی مولانا مولوی فتح محمد صاحب مہاجر مدینہ منورہ سے برابر ہر جگہ ملاقاتیں رہیں یہ معہ اہل وعیال حیدرآباد کے قافلہ کے ساتھ تشریف لیگئے تھے۔ مکہ میں سالار قافلہ نے انکو بقیمت ایکسوبیس روپیہ کے دو ٹکٹ واپسی ہند کے دئے اونھوں نے ٹکٹ واپس دیکر یہ کہا کہ مجھے ٹکٹ کی ضرورت نہیں۔ میں مدینہ منورہ میں ہمیشہ رہنے کی نیت کرکے آیا ہوں صرف پچاس روپیہ کا خرچ ہے آپ اپنے ہمراہ لیتے چلو۔ مگر اس سخت دل قافلہ سالار ۱۳۲۸ھ نے منظور نہیں کیا اسوجہ سے وہ بیچارے اس سال مدینہ منورہ نہ جاسکے معہ اہل وعیال مکہ میں رہے میں نے بخیریت چھوڑا۔

۶ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ یوم جمعہ دوپہر کو جہاز بمبئی پہونچا۔ عصر تک لوگ اتر کر مسافرخانوں میں پہونچ گئے۔ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ کو جناب والد صاحب قبلہ و دیگر ہموطن ہمسفر روانہ شاہجہانپور ہوئے اور میں ۲۷ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ یوم جمعہ کی شام کو حیدرآباد دکن پہونچا۔ فقط

میں نے کسی مقام کا کرایہ نہیں لکھا۔ اسوجہ سے کہ کرایہ میں ہمیشہ کمی بیشی

ہوتی رہتی ہے۔ البتہ سفر حج کے واسطے پانسو روپیہ ضروری اور لازمی ہے ورنہ سخت تکلیف ہوگی۔ چونکہ یہ سفر سفر آخرت کا نمونہ ہے کوئی کسی کو پانی تک نہیں دیتا دوسری بڑی بات یہ ہے کہ روپیہ فراہم کر لینا اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو ہوآنا کوئی مشکل بات نہیں۔ مگر اس سفر میں ہر تکلیف پر دل سے الحمد اللہ نکلے اور ہر ظاہری تکلیف کو راحت سمجھے یہ بہت اور بہت مشکل ہے حقیقت میں اسی میں ثواب ہے اور یہی بڑا رکن ہے حج کا۔ نہ کہ راستے میں لڑائی جھگڑے تکلیف پر افسوس خرچ کم ہونے پر وقت اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ

خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ط

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ

اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ

غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

حافظ سید محمد قاسم عابدی شاہجہانپوری

تاریخ

طبع زاد جلیل القدر جناب حافظ جلیل حسن صاحب جلیل
جانشین اعجاز آفرین امیر مینائی لکھنوی اُستاد نیر
اجلال اقبال آصف جاہ سلطان دکن تاج
خلایق دام اقبالہٗ

١٣٢٩ | ١٣٢٠ف | ١٩١١

١٣٢٩

حامیٔ حافظ و دستار رحمت قاسم
اس رسالے کے مصنف ہیں نہیں جن کا جواب
ہیں تصنیف سے ہیں اور ایسے اہل کمال
نظر آتے ہیں انہیں نظر ان کے نایاب

مطبع کے جو حاجی کو بیشتر آئے ہیں
جب یہ کہا ہے انہیں کیا کیا حظ ثواب
بیان ان کا ہے شیخ جلیل
ایک مصرع کی تاریخ یہ ہے کتاب
ایک لفظ کی بھی ہے یہ کتاب
نتیجہ ۱۳۲۹

م ۔ ک ۹۱۰۶۳۴

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

19 DEC 1966

910543

RK

م - ر

محمد قاسم سعید

رہنمائے حرمین الشریفین

وسعت روزی ۱۵۵ روز ۲۵ع

TCC 162 ۱۳۱۲ ھ

ON ھیار

A 13.con II Y V